مسلسل اشاعت کا تئیسواں سال

ماہنامہ
معارفِ رضا کراچی

شمارہ نمبر (63) جمادی الثانی 1424ھ اگست 2003ء

بانی:
مولانا سید محمد ریاست علی قادری رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد مدظلہ العالی

مدیرِ اعلیٰ
صاحبزادہ وجاہت رسول قادری

مدیر
پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری

تصحیح و ترتیب
حافظ محمد علی قادری

مشاورت
- علامہ شاہ تراب الحق قادری
- الحاج شفیع محمد قادری
- علامہ ڈاکٹر حافظ عبدالباری
- منظور حسین جیلانی
- حاجی عبداللطیف قادری
- ریاست رسول قادری
- حاجی حنیف رضوی
- کے . ایم . زاہد

کمپوزنگ
شیخ ذیشان احمد قادری

سرکولیشن
محمد فرحان الدین قادری
سید محمد خالد قادری

ھدیہ فی شمارہ =/15 روپیہ ، سالانہ =/150 روپیہ ، بیرونی ممالک =/10 ڈالر سالانہ ، لائف ممبر شپ =/300 ڈالر
نوٹ: رقم دستی یا بذریعہ منی آرڈر/ بینک ڈرافٹ بنام ''ماہنامہ معارف رضا'' ارسال کریں، چیک قابل قبول نہیں

25/ جاپان مینشن، ریگل چوک صدر، کراچی 74400، فون: 021-7725150
فیکس: 021-7732369، ای میل: marifraza@hotmail.com

(پبلشرز مجید اللہ قادری نے باہتمام حریت پرنٹنگ پریس، آئی. آئی. چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر دفتر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل، کراچی سے شائع کیا)

آئینہ

نمبر شمار	موضوعات	مضامین	نگارشات	صفحات
1	اپنی بات	عشق رسول ﷺ......مقامِ صدیقیت ہے	سید وجاہت رسول قادری	3
2	معارفِ قرآن	حکم عبث اور اس کی تحقیق (تفسیر رضوی)	مفسر قرآن امام احمد رضا رحمہ اللہ تعالیٰ	7
3	معارف حدیث	ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی	من افاضاتِ امام احمد رضا محدثِ بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ	12
4	تجلیاتِ سیرت ﷺ	پیغمبر اسلام ﷺ کے اخلاق عالیہ	محمد صابر القادری (بہار، انڈیا)	14
5	معارف القلوب	آدابِ دعا اور اسباب اجابت (۲)	رئیس الاتقیاء علامہ نقی علی خان رحمہ اللہ تعالیٰ	17
6	اسلام اور سائنس	روحِ انسانی	مولانا عبدالرحمٰن (کراچی)	20
7	معارفِ اسلاف	ابراہیم دھان مکی کا خاندان اور فاضل بریلوی	محمد بہاء الدین شاہ (چکوال، پاکستان)	23
8	معارفِ اسلاف	سلطان الواعظین علامہ احسن الزمان ہاشمی	مولانا سید شاہد الرحمٰن ہاشمی (چاٹگانگ، بنگلہ دیش)	27
9	خواتین کا معارف	☆............ماں............☆	علامہ سید سعادت علی قادری (کراچی)	28
10	طلباء کا معارف	صدر الشریعہ کے تعلیمی نظریات	مولانا غلام مصطفیٰ رضوی (مالیگاؤں، انڈیا)	30
11	بچوں کا معارف	الایمان بالرسل	سید وجاہت رسول قادری	33
12	کیا آپ جانتے ہیں؟	نور محمدی (علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء)	مولانا سید آل رسول حسنین میاں برکاتی (مارہرہ، انڈیا)	35
13	کُتبِ نو	تعارف وتبصرہ	حافظ محمد علی قادری	37
14	دور و نزدیک سے	امام احمد رضا ایجوکیشنل کانفرنس	پروفیسر محمد احمد اعوان (لاہور)	38
15	دو و نزدیک سے	۲ روزہ غوثیہ کانفرنس	مولانا بدیع العالم رضوی (بنگلہ دیش)	39

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اپنی بات

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

عشق رسول ﷺ............مقامِ صدیقیت ہے

قارئین کرام! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

جمادی الاخریٰ، عاشقِ صادق، فنافی الرسول اللہ، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماہِ وصال ہے۔ اسی ماہ کی ۲۲ر تاریخ کو آپ نے جامِ شہادتِ عشق نوش فرمایا۔ قرآن کریم نے آپ کی صحابیت اور رفیقِ رسول اللہ ﷺ ہونے کی شہادت ان الفاظ میں دی ہے:

اِذۡ هُمَا فِی الۡغَارِ اِذۡ یَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ (التوبہ ۹:۴۰)

ترجمہ: ''جب وہ دونوں غار میں تھے، جب اپنے صحابی سے فرماتے تھے غم نہ کھا کہ بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے''

اوروں کے صحابی ہونے کا انکار نہیں، بلکہ اس پر ایمان ہے، لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ واحد صحابی ہیں جن کو یہ شرف حاصل ہے کہ خالقِ کائنات، ربِّ محمد ﷺ وعزوجل نے وحی الٰہی کی زبانِ ترجمان سے اختصاص کے ساتھ ان کی صحابیت کا اعلان کر کے ان کے عشق اور ذاتِ مصطفوی علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء کے ساتھ ان کی بے مثال وابستگی اور شیفتگی پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی۔

یوں تو ہر صاحبِ ایمان کا دل عشقِ رسالتمآب ﷺ کے نور سے منوّر و مجلّٰی رہتا ہے مگر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوز و سازِ عشق کا بہت بڑا امتیاز یہ ہے کہ سیدِ عالم، جانِ جانِ عالم ﷺ کی ذاتِ مقدسہ کو جو محبوبیتِ عظمیٰ اور بزمِ کون و مکان میں اللہ تعالیٰ کے شاہدِ اکبر ہونے کا جو مقامِ ارفع و اعلیٰ حاصل ہے اس کا اظہار، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وارفتگی و شیفتگی ہی سے ہوتا ہے۔ آپ نے حضور سرورِ کونین ﷺ کے حضور نقدِ دل و جان نذر کر کے یہ بتایا کہ اللہ رب العزت کے محبوب و شاہد سے مخلوقِ خدا کا عشق کیسا اور کس معیار کا ہونا چاہیے؟ جلوۂ جمالِ صاحبِ قابَ قوسینِ او ادنیٰ جس شیفتگی اور محویت کا تقاضا کرتا ہے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق اس شیفتگی، گرویدگی اور فدائیت و جاں نثاری کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

غزوۂ تبوک (۹ ھ) کے موقع پر اپنے آقا و مولیٰ اور اللہ تعالیٰ کے حبیبِ لبیب ﷺ کے حکم پر اپنا سارا اثاثہ سرکارِ دو جہاں ﷺ کے قدموں میں پیش کر دینا اور اپنے تنِ نازک پر صرف ایک کمبل ڈال کر، ببول کے کانٹوں سے گریباں کے چاک کو ٹانک لینا، یہ فدا کاری و جانثاری کی وہ اعلیٰ ترین مثال ہے کہ ملاء الاعلیٰ میں بھی جس کے چرچے ہونے لگے۔ اس موقع پر سیدِ انس و جان آقائے دو جہاں ﷺ نے استفسار فرمایا کہ ابو بکر گھر والوں کیلئے کیا چھوڑا؟ تو یارِ غار و رفیقِ مزار نے اپنی زندگی کے سب سے قیمتی سرمایہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کی ؎

• پروانے کو شمع، بلبل کو ہے پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس ﷺ رضی اللہ عنہ

اور اسی یقین کی بناء پر غارِ ثور میں انہیں یہ بشارت ملی کہ تمہاری اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی رفاقت دراصل اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کی رفاقت ہے یعنی:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ (التوبہ۹:۴۰)

''غم نہ کھا بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اُس پر (صدیق اکبر رضی اللہ عنہ) پر اپنا سکینہ اتارا''

علامہ سیوطی کی تاریخ الخلفاء میں اس کی تشریح میں مرقوم ہے کہ ساری دولت و اثاثہ نذرِ شاہ ﷺ کرنے کے بعد حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو کمبل اوڑھ لیا تو اسی قسم کے لباس میں ملبوس ہو کر حضرت سیدنا جبرئیل علیہ السلام اس روز بارگاہ نبوی علیٰ صاحبہا التحیۃ والثناء میں حاضر ہوئے اور آقائے دو جہاں ﷺ نے دریافت فرمایا کہ اے جبرئیل! آج اس لباس میں کیوں؟ تو انہوں نے عرض کی کہ آج آپ کے صحابی، یارِ غار اور رفیقِ محترم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آپ پر سب کچھ نچھاور کر کے کمبل اوڑھ لینا، اللہ تبارک و تعالیٰ کو ان کی یہ ادائے عشقِ صادق اس قدر پسند آئی کہ مجھے حکم ہوا کہ تم بھی اسی لباس میں خدمتِ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو جاؤ اور میری طرف سے یہ کہو کہ میرے محبوب! ابو بکر صدیق سے دریافت کریں کہ میں ان کی اس ادا سے راضی اور خوش ہوں، کیا وہ بھی اپنا سب کچھ نثار کر کے خوشی محسوس کر رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ کے دریافت فرمانے پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو جواب دیا وہ قیامت تک آنے والے جانثارانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لئے ترغیب و تحریص کا سامان مہیا کرتا رہے گا؛

آپ نے فدائیت اور صدیقیت کے پورے جذبے سے سرشار ہو کر کہا: اے میرے آقا؛ ﷺ کاش! کچھ اور ہوتا تو وہ بھی حاضرِ خدمت کرتا، کیا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آپ ﷺ رضا سے بڑھ کر بھی کوئی دولت ہو سکتی ہے......!!!

صاحبِ روح البیان نے قرآن کریم کی آیت کریمہ **امن یجیب المضطر اذا دعاه** ''یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے جب اسے پکارے'' (النمل ۲۷:۶۲)۔ کے ضمن میں ایک حدیث نقل کی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک مرتبہ سید عالم ﷺ نے فرمایا مجھے تین چیزیں بہت پسند ہیں، عورت (بیوی) خوشبو اور نماز اس پر حاضرین صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی اپنی اپنی انفرادی رغبتوں کا اظہار بصد عجز و نیاز شروع کیا، کسی نے نماز، کسی نے شجاعت، کسی نے ذوقِ شہادت، کسی نے طاعت و ریاضت تو کسی نے صیام و قیامِ لیل کا ذکر کیا، جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باری آئی تو انہوں نے مکمل سوزِ عشق کے ساتھ بصد ادب بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کی **فداک بابی و امی یا رسول الله** ﷺ

مجھے اس کائنات میں صرف تین چیزیں سب سے زیادہ مرغوب ہیں:

> ''ایک تو آپ کے رخِ انور کا دیدار، دوسرے یہ کہ یہ دنیا ہو یا وہ دنیا، آپ کے دربارِ اقدس کی حاضری اور آپ ﷺ کی خدمت گزاری، اور تیسری یہ کہ آسمان و زمین میرے لئے سونا بن جائیں اور میں سب آپ پر نثار کردوں''

آپ نے عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا انداز دیکھا، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفا کوشی دیکھی؟ ان کے کعبۂ قلب ونگاہ کو دیکھا؟ اس جاںنثاری اور تمنائے رفاقت کا اثر آپ نے دیکھ لیا کہ وہ آج بھی سید الابرار محبوب پروردگار ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہیں اور آپ کو صاحب و رفیقِ رسول ہونے کی سند خود قرآنِ عظیم نے عطا فرمائی۔ قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث مبارکہ میں آپ کا ذکر آیا ہے اور فضائل بیان کئے گئے ہیں آپ نے اسلام اور زیردستوں کے لئے انفاق سے کام لے کر اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب مکرم ﷺ کی رضا حاصل کی اور بارگاہِ الٰہی و رسالت سے خود ''صدیق'' کے علاوہ ''عتیق'' کے خطابِ سرمدی سے نوازے گئے اور آیتِ درود اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ الخ (الاحزاب ۵۶:۳۳)۔ کے نزول پر آپ ہی کے مدعا اور تمنا پر آپ کو هُوَ الَّذِىْ يُصَلِّىْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰئِكَتُهٗ (الاحزاب۲۳:۴۳) کی بشارت کا مژدہ سنایا گیا۔

ابونعیم کی حلیۃ الاولیاء میں روایت آئی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا:

> ''سوائے نبی کے آفتاب کسی ایسے شخص پر طلوع یا غروب نہیں ہوا جو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ بزرگ ہو''

صحاح میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو حدیث مروی ہے کہ آپ کی ایک نیکی عمر (فاروق اعظم رضی اللہ عنہ) کی ساری نیکیوں کے برابر ہے، یہ ایک نیکی وہی تھی جس کو ''عشقِ مصطفیٰ'' کہتے ہیں، جس کی بدولت آپ نے مدعیانِ نبوت کا ذبہ کو جہنم رسید کیا، فتنۂ ارتداد کی آگ بجھائی، مانعینِ زکوٰۃ سے قتال کیا، پوری امت کو مصحفِ پاک کے ایک نسخے پر متفق کرکے وحدتِ بے مثال قائم کی اور یہ ثابت کردیا کہ عشق، محبوب اور محبوب کی سنت و شریعت اور نظام مصطفوی کے سوا کچھ اور گوارا نہیں کرسکتا۔

سرور کائنات ﷺ کے بعد سب سے پہلے جنت میں قدم رکھنے والے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ اس لئے کہ ان کی جانِ پاک نثارِ مصطفیٰ ﷺ تھی تو ان کا مال بھی آقائے کائنات ﷺ کی ملکیت تھا۔ بخاری شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ سید عالم ﷺ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال کو اپنے مال کی طرح تصرف فرماتے تھے۔ اسی لئے یہ بھی ارشاد فرمایا گیا کہ ''میں نے سب کے احسانات کا بدلہ چکا دیا ہے، لیکن ابوبکر کے احسانات کی جزاء قیامت کے دن اللہ مالک و مولیٰ عطا فرمائے گا'' اور وہ جزا کیا ہوگی؟ اس کا اندازہ کرنے کیلئے ترمذی شریف کی اس حدیث پاک کو مدنظر رکھیئے: (مفہوم)

> ''اے ابوبکر تم کو اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑی خوشنودی سے سرفراز فرمایا! انہوں نے دریافت کیا یارسول اللہ! ﷺ سب سے بڑی خوشنودی کیا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ مخلوق کے واسطے عام تجلّی فرمائے گا۔ لیکن تمہارے واسطے خاص تجلّی''۔

بس یہی ''مخصوص تجلّی'' آپ کے ''عشقِ نبوی'' کا صلہ ہے جس سے صرف آپ ہی نوازے جائیں گے اور وہ قلب پاک آپ ہی کا ہوگا جو اس جلوۂ خاص کی تاب لاسکے گا۔ ''عشقِ مصطفوی'' نے ''دلِ صدیق'' کو مظہر نور خدا بنا دیا، یہ منبعِ عطا، آقائے دوجہاں ﷺ کا کرم ہے۔

لاکھوں میں انتخاب کے قابل بنادیا
جس دل کو تم نے دیکھ لیا دل بنادیا

یہ ہے ایک مختصر سی تصویر سیدنا رسول اللہ ﷺ کے رفیق وعتیق بعد الانبیاء افضل الخلائق، خلیفۃ الرسول بلافصل، حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رضی عنہ و ارضاہ عنا کی۔ اس عشق صادق کی برکت سے انہیں کل بھی رفاقتِ نبوی کا شرف حاصل تھا اور آج بھی حاصل ہے، میدان حشر میں بھی ہوگا، حوضِ کوثر پر بھی ہوگا اور فردوس بریں کے اعلیٰ مقام میں بھی! کاش یہ منقبت اس غلام کی طرف سے بھی قبول ہو اور سوزِ صدیق کی ایک چنگاری اسے بھی نصیب ہو (آمین بجاہِ سید المرسلین ﷺ)

جاں می دھم بہ بوئے قبائے تو یا رسول ﷺ
سرمی دھم بہ کوئے لقائے تو یا رسول ﷺ

یہی وجہ ہے کہ سوا چودہ سو سال سے عشقان مصطفیٰ ﷺ مواجہ اقدسِ نبوی میں حاضری کے وقت صلوٰۃ وسلام پیش کر لینے کے بعد مواجہ صدیقیت میں نذرانۂ عقیدت ومحبت پیش کرتے چلے آرہے ہیں:

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ
عزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام
یعنی اُس افضل الخلق بعد الرسل
ثانی اثنینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام
اصدق الصادقین سید المتقین
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام

صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کا بنگلہ دیش میں والہانہ استقبال

الحمدللہ صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل کراچی، پاکستان، محترم صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری حفظہ الباری بنگلہ دیش کے ۱۵/روزہ کامیاب دورے کے بعد ۸/جولائی ۲۰۰۳ء کو ڈھاکہ سے کراچی واپس پہنچ گئے۔ آپ شیخ طریقت حضرت علامہ مفتی قاضی سید امین الاسلام ہاشمی رضوی مدظلہ العالی، سرپرست اعلیٰ انجمنِ عاشقان مصطفیٰ ﷺ مدینۃ الاولیاء (چٹاگانگ) کی خصوصی دعوت پر دو روزہ ''غوثیہ کانفرنس'' میں بحیثیت ''خصوصی مہمان مقالہ نگار'' تشریف لے گئے۔ ایک ہفتہ قیام کے بعد آپ ڈھاکہ، دیناج پور، سید پور اور راجشاہی بھی گئے۔ ان جگہوں پر ۱۵/ سے زیادہ محافل میلاد النبی و گیارھویں شریف میں آپ کا خصوصی خطاب ہوا۔ اس کے علاوہ بنگلہ دیش کے ۶/ بڑے سنّی اداروں کی طرف سے منعقدہ مجلس استقبالیہ سے بھی آپ نے خطاب کیا، جن کے نام یہ ہیں:

۱...... انجمن عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ، چٹاگانگ۔ ۲...... جامعہ طیبہ اسلامیہ سنیہ فاضلیہ حوالی شہر، بندر، چٹاگانگ۔ ۳...... جامعہ احمدیہ سنیّہ عالیہ، سولہ شہر، چٹاگانگ۔
۴...... اعلیٰ حضرت فاؤنڈیشن، چٹاگانگ۔ ۵...... رضا اسلامک اکیڈمی، چٹاگانگ۔ ۶...... اسلامک سینٹر دیناج پور

صدر ادارہ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہ العزیز پر تحقیقات وتصنیفات کے حوالے سے مذکورہ شہروں کے متعدد علماء کرام اور اسکالرز حضرات سے ملاقاتیں بھی کیں اور بنگلہ دیش میں اعلیٰ حضرت اور دیگر سنی علماء ومشائخ کی حیات اور کارناموں پر جامعات اور صحافت کے میدان میں تحقیقی اور تصنیفی کارکردگی کا جائزہ لیا۔ اس سلسلہ میں ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کراچی سے کوآرڈینیشن (تعاون) کا فیصلہ کیا گیا۔ صدہ ادارہ کی ترغیب وتشویق پر چار نوجوان اسکالرز ام فل اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی رجسٹریشن کے لئے تیار ہوئے۔ والحمدللہ علی ذالک (ادارہ)

(نوٹ: انشاء اللہ تعالیٰ سفر بنگلہ دیش کی تفصیل آئندہ شمارے سے قسط وار شائع ہوگی، مدیر)

حکمِ عبث اور اس کی تحقیق

امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ نے لفظ ''عبث'' کے معنی اور شرعِ اسلامی میں ''حکمِ عبث'' کے اطلاق کے سلسلے میں جو تحقیق پیش فرمائی ہے وہ ایک ایسا شاہکار جو کسی اور محقق یا مفسر کی تصنیف میں اس نظم و ضبط کے ساتھ نہیں ملتا، و نیز اس کے بعد لفظ ''عبث'' کے تحت جو تنقیح حکم فرمائی ہے وہ بھی لاجواب ہے علماء و محققین کے لیئے یہ تحقیق و تشریح ایک نادر تحفہ ہے۔ گذشتہ شمارے میں ''عبث کے ۱۲ معنی اور اقسام'' کے تحت امام احمد رضا علیہ الرحمہ کی تحقیق پیش کی جا چکی ہے اور اب ''حکمِ عبث اور اس کی تحقیق'' پیش کی جا رہی ہے۔ *

ترتیب و پیشکش: سید وجاہت رسول قادری

اب تنقیح حکم کی طرف چلیئے و باللہ التوفیق، بیان سابق سے واضح ہوا کہ عبث کا مناط فعل میں فائدہ معتد بہا مقصود نہ ہونے پر ہے اور وہ اپنے عموم سے قصد مضر و ارادۂ شر کو بھی شامل، تو بظاہر مثل اسراف، اس کی بھی دو صورتیں، ایک فعل بقصدِ شنیع دوسری یہ کہ نہ کوئی بری نیت ہو نہ اچھی۔ رب عزوجل نے فرمایا:

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ O (۱)

''کیا اس گمان میں ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار
بنایا اور تم ہماری طرف نہ پلٹو گے''۔

علماء نے اس آیہ کریمہ میں عبث کو معنی دوم پر لیا یعنی کیا ہم نے تم کو بیکار بنایا؟ تمہاری آفرینش میں کوئی حکمت نہ تھی؟ یوں ہی بے معنی پیدا ہوئے، بیہودہ مرجاؤ گے، نہ حساب نہ کتاب نہ عذاب نہ ثواب؟ جیسے وہ خبیث کہا کرتے تھے:

اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا
وَمَانَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ O (۲)

''یہ تو صرف ہماری دنیاوی زندگی ہی ہے ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے''۔

اُسی کے رد میں یہ آیت اتری۔

علامہ خفاجی نے عبث کے بارے میں تین گذشتہ عبارات نقل کر کے فرمایا کہ اس آیت کریمہ میں ظاہر پہلے معنی ہیں (۳)۔ میں کہتا ہوں اولاً آپ جان چکے کہ یہ تینوں معنی ایک ہی ہیں، ثانیاً پھر اگر مغایرت کو باقی رکھا جائے تو ظاہراً آخری دو ہیں، کیونکہ ہمزہ میں اس کا انکار جو ان کا گمان تھا کیا اور سیدنا ھود علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اپنی قوم عاد سے فرمایا:

اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ O وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ
لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ O (۴)

''یعنی کیا ہر بلندی پر ایک نشان بناتے ہو عبث کرتے یا عبث
کے لئے اور کارخانے بناتے ہو گویا تمہیں ہمیشہ رہنا ہے''

اس آیہ کریمہ میں بعض نے کہا راستوں میں مسافروں کیلئے بے حاجت بھی جگہ جگہ علامتیں قائم کرتے تھے۔ (۵)

میری تعبیر یہ ہے کہ بلا حاجت بناتے تھے اور اگر حاجت تھی بھی تو اس کی کثرت عبث تھی۔

---

*(تفصیل کیلئے دیکھیں فتاویٰ رضویہ (جدید) ج۱، ص۷۵۰ تا ۷۶۵)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہوا جو راستے سیدنا ھود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف جاتے ان پر محل بنائے تھے کہ ان میں بیٹھ کر خدمت رسالت میں حاضر ہونے والوں سے تمسخر کرتے (مفاتیح الغیب اور رغائب الفرقان میں اس کا ذکر کیا گیا) یا سرِ راہ بناتے راہ گیر سے ہنستے (ذکر کیا بغوی اور بیضاوی وابو السعود نے، اختصار کیا جلال نے، اختصار اقوالِ اصح میں لازم ہے)

ان دونوں تفسیروں پر عبث بمعنی اوّل ہوگا یعنی قصد شر اور ارادۂ ضرر، بالجملہ دونوں معنیٰ کا پتہ قرآن عظیم سے چلتا ہے اگرچہ متعارف غالب میں اس کا استعمال معنیِ دوم ہی پر ہے، بیہودہ، بے معنیٰ کام ہی کو عبث کہتے ہیں نہ کہ معاصی وظلم وزنا وربا وغیرہا کو اذا تقرر ہذا۔ ظاہر ہے کہ معنیِ اول پر عبث ممنوع وناجائز ہوگا، نہ کہ دوم پر اور یہاں ہمارا کلام قسمِ دوم میں ہے یعنی جہاں نہ قصدِ معصیت نہ اضاعت مال۔

اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو عبث کو بذات خود حرام وممنوع قرار دینا درست نہیں، اگر یہ حرام ہے تو کسی حرام چیز کی شمولیت کے باعث ہے، اس کی تحقیق یہ ہے کہ علماء کے ارشادات ہم نقل کر چکے ہیں ان سب کا مفاد یہ ہے عبث کا دارومدار اس پر ہے کہ کسی کام سے کسی فائدہ کے حصول کا ارادہ نہ کیا جائے، اور یہ بذات خود ایک حقیقت ثابتہ ہے اس میں ضرر کا ارادہ کرنا یا نہ کرنا شامل نہیں ہے، نہ اس کے مُقوِّمات میں ہے اور نہ اس کے شرائط واسباب میں سے ہے کہ اس کو عبث کے مُحصِّلات میں شمار کیا جا سکے، لہذا مضر شے کا قصد اس سے متصل چیز ہو سکتی ہے اور اگر متصل چیز کے باعث حکم ہو تو وہ شئے متصل کا حکم ہوگا نہ کہ بنفسہٖ اس شئ کا مثلاً یہ کہ بیع شرط فاسد کی وجہ سے حرام ہو جاتی ہے اور اذان جمعہ کے بعد حرام ہو جاتی ہے، لیکن اگر بیع کا حکم دریافت کیا جائے تو یہی کہا جائے گا کہ یہ کتاب وسنت اور اجماع امت کی رو سے مشروع اور حلال ہے، جیسا کہ غایۃ البیان وغیرہا میں مذکور ہے اور ریشمی کپڑے پہن کر مرد کے لیے نماز پڑھنا مکروہ ہے اور مغصوبہ زمین میں نماز مکروہ ہے، مگر نماز بذات خود مشروع امر ہے، جتنی پڑھی جا سکے پڑھی جانی چاہیے (۶)۔ طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی اور خلاصہ یہ کہ معصیت پر گرفت برائی کے ارادہ کی وجہ سے ہوگی نہ کہ خیر کا قصد نہ کرنے کی وجہ سے اور وہ اس حیثیت سے عبث ہے نہ کہ اُس حیثیت سے تو ممنوع ہونا عبث کا حکم اصلاً نہیں۔

ہم بیان کر آئے کہ کراہت تنزیہی کے لیے بھی نہی و دلیل خاص کی حاجت ہے اور مطلقاً کوئی فعل کبھی کسی فائدہ غیر معتد بہا کے لیے کرنے سے شرع میں کون سے نہی مصروف ہے کہ کراہت تنزیہ ہو ہاں خلاف اولیٰ ہونا ظاہر کہ ہر وقت اولیٰ یہی ہے کہ انسان فائدہ معتد بہا کی طرف متوجہ ہو، رہی حدیثِ صحیح (۷):

> ''انسان کے اسلام کی خوبی سے ہے یہ بات کہ غیر مہم کام میں مشغول نہ ہو۔ لایعنی بات ترک کرے''

اس کو ترمذی اور ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب میں روایت کیا، یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے اور حاکم نے کُنی میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور حاکم کی تاریخ میں علی المرتضیٰ سے اور احمد طبرانی نے کبیر میں سید بن سید حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے اور شیرازی نے القاب میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے اور طبرانی نے صغیر میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اور ابن عساکر نے حارث بن ہشام سے مرفوعاً روایت کی، اس کو نووی نے حسن کہا اور اس کو ابن عبد البر اور ہیثمی نے صحیح قرار دیا۔

میں کہتا ہوں اس کا مفاد بھی اس قدر کہ حسنِ اسلام سب حُسنات سے ہے اور مُحسِّنات میں سب مستحسنات بھی نہ کہ ہر غیر مہم سے نہی ورنہ غیر مہم تو بیکار سے بھی اعم ہے تو سوا مہمات کے سب زیرِ نہی آ کر مباحات سراسر مرتفع ہو جائیں گے لاجرم امام ابن حجر مکی شرح اربعین نووی میں فرماتے ہیں:

> ''انسان کو بعض ایسی چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے جو اس کی زندگانی کی ضروریات سے ہوتی ہیں، جو اس کو بھوک سے شکم سیر کر دیں اور پیاس سے سیراب کر دے، اس کا سترِ عورت کرے اور اس کو پاک دامن رکھے، علاوہ ازیں دوسری چیزیں جو دفعِ ضرورت کے لیے ہوتی ہیں نہ کہ وہ چیزیں جن میں تلذذ و استمتاع، استکثار اور معاد کی سلامتی ہو (۸)''

علامہ احمد بن حجازی کی شرح اربعین میں ہے:

> ''الذی یعنی الانسان'' سے مراد وہ اشیاء ہیں جو انسان کی ضروریاتِ زندگی سے متعلق ہیں اور جن سے اس کی آخرت کا مفاد وابستہ ہو اور ''مالا یعنیه'' سے مراد دنیا کی فراخی اور ریاست اور طلب مناصب ہیں۔ (۹)

تیسیر میں ہے ''الذی یعنیہ'' سے مراد وہ چیز ہے جو اس کی ضروریاتِ زندگی سے متعلق ہو، نہ وہ کہ جو زائد اور غزالی نے فرمایا ''مالا یعنی'' وہ چیز ہے کہ اگر اس کو ترک کر دے تو کوئی ثواب فوت نہ ہو اور نہ ضرر لاحق ہو۔ (۱۰)

خلاصہ ان سب نفیس کلاموں کا یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کو لایعنی باتیں چھوڑنے کی طرف ارشاد فرماتے ہیں جتنی بات آدمی کے دین میں نافع اور ثوابِ الٰہی کی باعث ہو یا دنیا میں ضرورت کے لائق ہو جیسے بھوک پیاس کا ازالہ، بدن ڈھانکنا، پارسائی حاصل کرنا اسی قدر امر مہم ہے اور اس سے زائد جو کچھ ہو جیسے دنیا کی لذتیں، نعمتیں، منصب، ریاستیں غرض جملہ افعال و اقوال و احوال جن کے بغیر زندگانی ممکن ہو اور ان کے ترک میں نہ ثواب کا فوت، نہ اب یا آئندہ کسی ضرر کا خوف، وہ سب لایعنی و قابل ترک ہے مثلاً لوگوں کے سامنے اپنے سفر کی حکایتیں (۱۱) کہ اتنے اتنے شہر اور پہاڑ اور دریا دیکھے (۱۲)۔ یہ معاملے پیش آئے (۱۳)۔ فلاں فلاں کھانے اور لباس عمدہ پائے (۱۴) ایسے ایسے مشائخ سے ملنا ہوا۔ یہ سب باتیں اگر تو نہ بیان کرتا تو نہ گناہ تھا نہ ضرر ہوتا (۱۵) اور اگر تو کامل کوشش کرے تو تیرے کلام میں واقعیت سے کچھ کمی بیشی نہ ہونے پائے (۱۶) نہ اس تفاخر سے نفس کی تعریف نکلے کہ ہم نے ایسے ایسے عظیم حال دیکھے نہ اس میں کسی شخص کی غیبت ہو (۱۷)۔ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی کسی چیز کی مذمت (۱۸) ہو تو اتنی احتیاطوں کے بعد بھی اس کلام کا حاصل یہ ہوگا کہ تو نے اتنی دیر اپنا وقت ضائع کیا اور تیری زبان سے اس کا حساب ہوگا تو خیر کے عوض ادنیٰ بات اختیار کر رہا ہے اس لیئے کہ جتنی دیر تو نے یہ باتیں کیں اگر اتنا وقت اللہ عزوجل کی یاد اور اس کی نعمتوں صفتوں کی فکر میں صرف کرتا تو غالباً رحمت الٰہی کے فیوض سے تجھ پر وہ کھلتا جو بڑا نفع دیتا اور تسبیح الٰہی کرتا تو تیرے لیئے جنت میں محل چنا جاتا (۱۹) اور جو ایک خزانہ لے سکتا ہو وہ ایک نکما ڈھیلا لینے پر بس کرے تو صریح زیاں کار ہو اور یہ سب بھی اس تقدیر پر ہے کہ کلام معصیت سے بچ جائے اور وہ آفتیں جو ہم نے ذکر کیں ان سے بچنا کہاں ہوتا ہے۔ ظاہر ہوا کہ لایعنی جملہ مباحات کو شامل ہے نہ کہ مطلقاً مکروہ ہو۔

ہاں مثلاً چار بار پانی ڈالنے کی عادت کر لے تو غالباً اس پر

باعث نہ ہوگا مگر وسوسہ اور کم از کم اتنا ضرور ہوگا کہ دیکھنے والے اسے موسوس جانیں گے اور بلا ضرورت شرعیہ محلِ تہمت میں پڑنا ضرور مکروہ ہے۔

''حضور اکرم ﷺ سے مروی کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو مقاماتِ تہمت سے دور رہے۔ (۲۰)

اس سلسلہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت ہے۔ (۲۱)

یہ منشاءِ قول دوم ہے بالجملہ حاصل حکم یہ نکلا کہ بے حاجت زیادت اگر باعتقادِ سنت ہو مطلقاً ناجائز و گناہ ہے اگرچہ دریا میں اور اگر پانی ضائع جائے تو جب بھی مطلقاً مکروہ تحریمی اگرچہ اعتقادِ سنیت نہ ہو اور اگر نہ فسادِ عقیدت نہ اضاعت تو خلافِ ادب ہے مگر عادت کرلے تو مکروہ تنزیہی یہ ہے بحمد اللہ تعالیٰ فقہِ جامع و فکرِ نافع و درکِ بالغ و نورِ بازغ و کمالِ توفیق و جمالِ تطبیق و حسنِ تحقیق و عطرِ تدقیق وباللہ التوفیق والحمد للہ رب العٰلمین۔

اقول: اس تنقیحِ جلیل سے چند فائدے روشن ہوئے:

اولاً:...... اصل حکم وہی ہے جو امام محرر المذہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتاب اصل میں ارشاد فرمایا کہ بقیہ احکام کے مناط عقیدت و اضاعت و عادت ہیں اور وہ نفسِ فعل سے زائد، فی نفسہ اس کا حکم اسی قدر کہ قول سوم میں مذکور ہوا۔

ثانیاً:...... دوم و سوم میں اس زیادت کو اسراف سے تعبیر فرمانا محض بنظرِ صورت ہے ورنہ جب نہ معصیت نہ اضاعت تو حقیقتِ اسراف زنہار نہیں۔

ثالثاً:...... دربارِ زیادت منع و اجازت میں عادت و ندرت کو دخل نہیں کہ فسادِ عقیدت یا پانی کی اضاعت ہو تو ایک بار بھی جائز نہیں اور ان دونوں سے بری ہو تو بارہا بھی گناہ و معصیت نہیں، کراہت تنزیہی جدا بات ہے ہاں دربارۂ نقص یہ تفصیل ہے کہ بے ضرورت تین بار سے کم دھونے کی عادت مکروہ تحریمی اور احیاناً ہو تو بے فسادِ عقیدت صرف مکروہ تنزیہی ورنہ تحریمی کہ تثلیث سنت مؤکدہ ہے اور سنت مؤکدہ کے ترک کا یہی حکم بخلاف زیادت کے ترک تثلیث نہیں بلکہ تثلیث پوری کرکے زیادت ہے۔

رابعاً:...... جبکہ حدیث نے بے قید حال و مکانِ زیادت و نقص پر حکم اسائت و ظلم و تعدی ارشاد فرمایا اور زیادت میں تعدی خاص مکانِ اضاعت میں ہے اور نقص میں خاص بحالِ عادت لہٰذا ہمارے علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حدیث کو ایک منشاء و نیت یعنی اعتقادِ سنیت پر حمل فرمایا جس سے بے قید حال و مکان مطلقاً حکم تعدی و اساءت ہو۔

خامساً:...... بدائع وغیرہ کی تصریح کہ اگر بے اعتقادِ سنیت نقص و زیادت ہو تو وعید نہیں صحیح و نجیح ہے کہ عادت نقص یا اضاعت زیادت میں طوقِ وعید اس ضم ضمیمہ پر ہے تو فعل بجائے خود اپنے منشاء و غایت و مقصود و نیت میں مواخذہ سے پاک ہے **کما علمت ھکذا ینبغی التحقیق واللہ تعالیٰ ولی التوفیق۔** (جیسا کہ تو نے جانا یہ لائق تحقیق ہے اور اللہ توفیق دینے والا ہے) الحمد للہ اس امر پنجم اعنی حکم اسراف آب کا بیان ایسی وجہ جلیل و جمیل پر واقع ہوا کہ خود ہی ایک مستقل نفیس رسالہ ہونے اور تاریخی نام **برکات السماء فی حکم اسراف الماء** (۱۳۲۷ھ) رکھنے کے قابل **والحمدللہ علی نعمہ الجلائل وصلی اللہ تعالیٰ علی سید الاواخر**

والاوائل والہ وصحبہ الکرام الافاضل۔

حوالہ جات

(۱) القرآن ۲۳/ ۱۱۵
(۲) القرآن ۲۳/ ۳۷
(۳) عنایۃ القاضی آخری سورۂ مؤمنون، دار صادر بیروت ۶/ ۳۹۴
(۴) القرآن ۲۶/ ۱۲۸-۱۲۹
(۵) بیضاوی مجتبائی، دہلی ۳/ ۱۱۲
(۶) مجمع الزوائد باب فضل الصلوٰۃ بیروت ۲/ ۲۴۹
(۷) جامع ترمذی ابواب الزہد امین کمپنی دہلی ۲/ ۵۵
(۸) شرح اربعین لابن حجر مکی
(۹) شرح اربعین للشیخ احمد بن حجازی
(۱۰) تیسیر للمناوی

(۱۱) اقول: جبکہ نیت بیان عجائب وصنعت وحکمت وقدرت ربانی وذکر الٰہی ہو قال تعالیٰ **فی الافاق وفی انفسکم افلا تبصرونo**

(۱۲) اقول: مگر جب کہ ان کے ذکر میں اپنی یا سامعین کی منفعت دینی ہو اور خالص اس کا قصد کرے۔

(۱۳) اقول: مگر جبکہ اس سے مقصود اپنے اوپر احسانات الٰہی کا بیان ہو کہ ایسی جگہ ایسی بے سروسامانی میں مجھ سے ناچیز کو اپنے کرم سے ایسا ایسا عطا فرمایا، قال تعالیٰ: **واما بنعمۃ ربک فحدث**

(۱۴) اقول: مگر جبکہ علمائے سنت وصلحائے امت کے فضائل کا نشر اور سامعین کو ان سے استفادہ کی ترغیب مقصود ہو **عند ذکر الصلحین تنزل الرحمۃ**

(۱۵) اقول: ثواب نہ ملنا بھی ایک نوع ضرر ہے۔ خود امام غزالی سے بحوالہ تیسرا اور کلام ابن عطیہ ومرقاۃ میں گزرا کہ جو کچھ کہ آخرت میں نافع ہو لایعنی نہیں، ورنہ اس کے یہ معنی لیں کہ جس کے ترک میں نہ گناہِ اُخروی نہ ضررِ دنیوی تو تمام مستحبات بھی داخل لایعنی ہو جائیں گے اور وہ بداہۃً باطل ہے ۱۲ منہ (ترجمہ)

(۱۶) اقول: یعنی وہ کمی جس سے معنی کلام بدل جائیں، جیسے کسی ضروری، استثناء کا ترک ورنہ جبکہ ترک کل میں گناہ نہیں، ترکِ بعض میں کیوں ہونے لگا۔ ۱۲ منہ (ترجمہ)

(۱۷) **اقول:** مگر جبکہ جس کی برائی کی وہ گمراہ بد مذہب ہو کہ ان کی شناعت سے مسلمانوں کو مطلع کرنا واجبات دینیہ سے ہے۔ حدیث میں ہے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: **اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفہ الناس، اذکروا الفاجر بما فیہ یحذرہ الناس** (کیا فاجر کی برائیاں کرنے سے پرہیز رکھتے ہو، لوگ اسے کب پہچانیں گے؟ فاجر میں جو شناعتیں ہیں انہیں بیان کرو کہ لوگ اس سے پرہیز کریں۔

رواہ ابن ابی الدنیا فی ذم الغیبۃ، والامام ترمذی الحکیم فی النوادو، والحاکم فی الکنی، والشیرازی فی الالقاب، وابن عدی فی الکامل، واطبرانی فی الکبیر، والبیہقی فی السنن، والخطیب فی التاریخ عن معویۃ بن صیدہ القشیری، والخطیب فی رواۃ مالک عن ابی ھریرہ، رضی اللہ تعالیٰ عنھما. ۲۳ منہ، (ترجمہ)

(۱۸) اقول: مگر جبکہ اس میں مصلحت دینیہ ہو اور معاذ اللہ اعتراض کے پہلو سے پاک ہو، جیسے کچھ لوگ کسی طرف عازم سفر ہیں ان کو بتانا کہ فلاں راستہ بہت خراب ہے اس سے نہ جانا، یا کوئی کسی عورت سے نکاح چاہتا ہے، اسے اس کی صورت، نسب وغیرہ وغیرہ میں عیوب معلوم ہیں، ان کو خالص خیر خواہی کی نیت سے بیان کرنا، **حدیث ان فی اعین الانصار شیئا رواہ مسلم عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ** ۔۱۲ منہ (ترجمہ)

(۱۹) ہر بار تسبیح الٰہی کرنے پر جنت میں میں ایک پیڑ بویا جاتا ہے، احادیث کثیرہ میں ہے من احادیث ابن مسعود وابن عباس وابن عمرو وجابر ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''امابناء القصر'' فاللہ تعالیٰ اعلم (ترجمہ)

(۲۰) (الف) مراقی الفلاح مع الطحطاوی قبیل سجود السہو، ازھریہ، مصر، ص ۲۶۵
(ب) کشاف میں سورۂ احزاب کے آخر میں

(۲۱) خرائطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکارم الاخلاق میں امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے تہمت کی جگہ اپنے آپ کو پہنچایا تو بدگمانی کرنے والے کو ملامت نہ کرو۔

(ترجمہ)

☆☆☆

ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی

﴿قیامت کے دن ساری مخلوق شفاعت کے لئے رسول اللہ ﷺ سے رجوع کرے گی﴾

مرتبہ: علامہ محمد حنیف خان رضوی *

٨–**عن** أنس بن مالک رضی الله تعالىٰ عنه قال : قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه تعالىٰ عليه وسلم ! إذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ إلٰى بَعْضِهِمْ فَيَأتُوْنَ اٰدَمَ عَلَيهِ السَّلامُ فَيَقُوْلُونَ: إشْفَعْ لِذُرِّيَّتِکَ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِإبْرَاهِيْمَ فَإنَّهُ خَلِيْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى فَيأتُوْنَ إبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلامُ فَيَقُوْلُ: لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوْسٰى فَإنَّهٗ كَلِيْمُ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَيُؤتٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلامُ فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيْسٰى فَإنَّهٗ رُوْحُ اللّٰهِ وَكَلِمَتُهٗ، فَيُؤتٰى عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلامُ فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا وَلٰكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَاُوْتٰى فَأقُوْلُ: أنَا لَهَا، انطَلِقُ فَأسْتَاذِنُ عَلٰى رَبِّي فَيُؤذَنُ لِيْ ، فَأقُوْمُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأحَمَدُهٗ بِمَحَامِدَ لَا أقْدِرُ عَلَيْه الآنَ يُلْهِمُنِيْهِ اللّٰهُ تَعَالٰى، ثُمّ أخِرُّلَهٗ سَاجِداً، فَيُقَالُ لِيْ : يَا مُحَمَّدُ! إرْفَعْ رَاسَکَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَکَ ، وَسَلْ تُعْطَهْ وَإشْفَعْ تُشَفَّعْ فَأقُوْلُ: يَا رَبِّ ! أمَّتِیْ أمَّتِیْ فَيُقَالُ: إنْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ بُرَّةٍ أوْ شَعِيْرَةٍ مِنْ إيْمَانٍ فَأخْرِجْهُ مِنْهَا، فَأنْطَلِقُ فَأفْعَلُ ثُمَّ ارْجِعُ إلٰى رَبِّيْ تَعَالٰى فَأحَمَدُهٗ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أخِرُّلَهٗ سَاجِداً فَيُقَالُ لِيْ: يَا مُحَمَّدُ! إرْفَعْ رَأسَکَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَکَ، وَسَلْ تُعْطَهُ، وَإشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأقُوْلُ: يَا رَبُ أمَّتِیْ أمَّتِیْ ، فَيُقَالُ لِیْ : إنْطَلِقْ فَمَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ أدْنٰی أدْنٰی أدْنٰی مِنْ مِثْقَالِ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إيْمَانٍ فَأخْرِجْهُ مِنَ النَّارِفَأنْطَلِقُ فَأفْعَلُ، ثُمَّ أرْجِعُ إلٰى رَبِّی فِی الرَّابِعَةِ فَأحْمَدُهٗ بِتِلْکَ الْمَحَامِدِ، ثُمَّ أخِرُّلَهٗ سَاجِداً فَيُقَالُ لِیْ : يَا مُحَمَّدُ! إرْفَعْ رَأسَکَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَکَ ، وَسَلْ تُعْطَهُ، وَإشْفَعْ تُشَفَّعْ،فَاقُوْلُ: يَارَبِّ ! إئْذَنْ لِیْ فِيْمَنْ قَالَ: لَا إلٰهَ إلَّا اللّٰهُ ، قَالَ لَيْسَ ذَاکَ لَکَ أوْ قَالَ: لَيْسَ ذَاکَ إلَيْکَ، وَلٰكِنْ وَ عِزَّتِیْ وكِبْرِيَائِیْ وَعَظْمَتِیْ وَجَبْرِيَائِی ! لأخْرِ جَنَّ مَنْ قَالَ:

لَا إلٰه إلَّا اللّٰهُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا! جب قیامت کا دن ہوگا تو لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جائیں گے۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی بارگاہ میں حاضری دیں گے۔ عرض کریں گے: آپ اپنی اولاد کی بارگاہ خداوندِ قدوس میں شفاعت کیجئے۔ آپ جواب میں ارشاد فرمائیں گے: میں اس کام کیلئے متعین نہیں۔ تم سب حضرت ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضری دو۔ وہ اللہ

(ماخوذ از: جامع الاحادیث للشیخ امام احمد رضا علیہ الرحمہ)

---

*(پرنسپل جامعہ نوریہ رضویہ، بریلی شریف)

تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ سب ملکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے لیکن یہاں سے بھی یہی جواب ملے گا کہ میں اس کے لیئے نہیں (یا میں اس کام کیلئے نہیں یا میرا یہ مرتبہ نہیں) تم حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام فرمایا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں سب کی حاضری ہوگی۔ وہ بھی فرمائیں گے میں اس کام کیلئے نہیں۔ تم سب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس جاکر دیکھو کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ تمام لوگ ان کی خدمت میں حاضری دیں گے لیکن یہاں سے بھی وہی جواب ملے گا کہ میں اس کام کیلئے نہیں؛ ہاں تم سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بارگاہِ اَقدس میں حاضری دو۔ حضور سید عالم، شافعِ محشر ﷺ فرماتے ہیں: کہ پھر وہ سب میرے پاس آئیں گے تو ان کو خوشخبری سناؤں گا کہ ہاں میں اس کام کیلئے چنا گیا ہوں۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور حاضری دوں گا اور خُداوندِ قُدّوس سے اجازت چاہوں گا، تو مجھے اللہ کے حضور کھڑے ہونے کی اجازت ملے گی۔ میں اُس وقت اللہ تعالیٰ کی اس طرح حمد و ثناء بیان کروں گا کہ جس پر میں اِس وقت قادر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُس وقت خصوصی الہام ہوگا جو میں بیان کروں گا، پھر میں خداوند قُدّوس کے حضور سجدہ کروں گا۔ پھر مجھے حکم ہوگا، اے محمد! سر اٹھاؤ اور کہو، سنا جائے گا، مانگو، دیا جائے گا؛ شفاعت کرو، ہم قبول کریں گے؛ میں عرض کروں گا، اے میرے رب! میری امت بخش دے میری امّت! بخش دے! رب عزوجل کی طرف سے حکم ہوگا۔ جاؤ جس کے دل میں دانۂ گندم یا جَو کے مانند ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو۔ چنانچہ اس طرح کے تمام لوگوں کو میں نکال لوں گا۔ اس کے بعد پھر میں اپنے رب کے حضور حاضری دوں گا اور اُسی طرح خُداوندِ قُدّوس کی حمد و ثناء بیان کروں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا، حکم ہوگا۔ اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ، اور جو چاہو کہو، تمہاری بات سنی جائے گی اور مانگو، جو مانگو گے دیا جائے گا، اور شفاعت کرو، قبول کی جائے گی؛ میں عرض کروں گا، اے میرے رب! میری امت کو بخش دے، میری امت کو بخش دے، حکم ہوگا: جاؤ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو جہنم سے نکال لو۔ میں ایسا ہی کروں گا۔ اور پھر اپنے رب کے حضور حاضر ہوں گا، پھر اُسی طرح اللہ رب العزت کی حمد و ثناء بیان کروں گا، پھر سجدہ میں گر جاؤں گا، مجھ سے کہا جائے گا! اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی، مانگو، دیا جائے گا، اور شفاعت کرو، قبول کی جائے گی؛ میں پھر عرض کروں گا، اے میرے رب! میری امت کو بخش دے، میری امت کو بخش دے، مجھے حکم ہوگا۔ جاؤ جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم، بہت کم، نہایت کم ایمان ہو اس کو بھی دوزخ سے نکال لو۔ میں دوزخ سے اس طرح کے لوگوں کو نکال کر چوتھی مرتبہ اپنے رب کے حضور حاضری دوں گا اور حسب سابق اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کروں گا۔ پھر سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ اور کہو، تمہاری بات سنی جائے گی، مانگو، دیا جائے گا، شفاعت کرو، قبول کی جائے گی، اس وقت میں عرض کروں گا، اے پروردگار! مجھے اس بات کی اجازت عطا فرما کہ ہر اس شخص کو جہنم سے نکال لوں جس نے کلمہ طیبہ **لا الٰہ الا اللہ** (محمد رسول اللہ) پڑھا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا! اس کام کیلئے تم متعین نہیں یا یہ کام تمہارے سپرد نہیں۔ بلکہ مجھے اپنی عزت و جلال اور عظمت و بڑائی کی قسم! کہ میں **لا الٰہ الا اللہ** پڑھنے والے ہر شخص کو دوزخ سے نکال لوں گا۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

(۸-الصحیح المسلم، کتاب الیمان، ۱/۱۱۰ ☆المسند لابی عوانہ ۱/۱۸۴ الجامع الصحیح للبخاری، صفۃ الجنۃ، ۲/۹۷۱ ☆ التفسیر للبغوی ۴/۱۷۷)

﴿جاری ہے﴾

تجلیات سیرت صلی اللہ علیہ وسلم

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق عالیہ

محمد صابر القادری الفیضی کمہراروی*

الـخُـلق ملكة نفسانية يسهل على المتصف بها الا تيان بالافعال الجميله (ضیاء النبی)

”یعنی خُلق نفس کے اس ملکہ اور استعداد کو کہتے ہیں جس میں وہ پایا جائے اس کیلئے افعال جمیلہ اور خصائص حمیدہ پر عمل پیرا ہونا آسان اور سہل ہو جائے“

رہی یہ بات کہ رسولِ گرامی وقار ﷺ کا خُلق عظیم کیا تھا؟ تو اس کے بارے میں چند اقوال مذکور ہیں:

۱........حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ”وکـان خُـلقه القرآن“ سرکار دو عالم ﷺ کا ”خُلق عظیم“ سراسر ”قرآن“ تھا لیکن اس پر یہ اعتراض ہوگا کہ ”خُلق عظیم“ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مختص ہے بقول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، کہ خُلق عظیم سے مراد قرآن ہے تو گویا قرآن سرکار دو عالم ﷺ کے ساتھ مختص ہوا۔ حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ ”قرآن“ رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مختص بالعمل نہیں ہے۔ لہٰذا خُلق عظیم کی تفسیر قرآن سے کرنا بظاہر درست نہیں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن سے مراد عمل بالقرآن ہے یعنی آپ کا خُلق عظیم قرآن پاک پر عمل کرنا ہے اور بلا تکلف قرآن پاک پر عمل کرنا آپ کی فطرت اور عادت بن گئی تھی۔ حاصل یہ کہ جو قرآن میں ہوتا ہے آپ اس پر عمل فرماتے اور جس پر آپ عمل کرتے وہ قرآن میں ہوتا اور عمل بالقرآن رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مختص ہے نہ کہ ذات باری تعالیٰ کے ساتھ لہٰذا مذکورہ اعتراض واقع نہ ہوگا۔

۲........بعض حضرات نے فرمایا کہ آپ کا خُلق عظیم دنیا و آخرت میں سخاوت اور انابت الی اللہ ہے۔ آپ نے دنیا میں علم دین اور مال کی سخاوت فرمائی ہے اور آخرت میں ان شاء اللہ شفاعت اور آب کوثر کی سخاوت فرمائیں گے۔

۳........پیغمبر اسلام ﷺ کا خُلق عظیم وہ ہے جس کو آپ نے خود اپنی مبارک و مسعود زبان سے فرمایا یعنی تعلق ختم کرنے والے کے ساتھ تعلق قائم کرو، اور ظالم سے درگزر کرو اور بدسلوکی کرنے والے کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا نام خُلق عظیم ہے۔

۴........ملا جیون علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ”خُلق عظیم“ اس راستہ پر چلنے کا نام ہے جس سے خالق اور مخلوق سب راضی ہوں۔ لیکن یہ بات بہت کمیاب بلکہ نایاب ہے اب جو شخص اس کے ساتھ متصف ہوگا قابل مدح اور لائق ستائش ہوگا۔ اب سوال یہ ہو سکتا ہے کہ خُلق عظیم

---

*(محلہ ابراہیم نگر کمہرار، گنگا دھر پور، ضلع شیوہر، بہار)

(ملخص بشکریہ: ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی شریف، مئی ۲۰۰۳ء)

ذات رسول اکرم ﷺ کے ساتھ مختص ہے اور اللہ رب العزت کا قول ''وانک لعلیٰ خُلق عظیم'' رسول گرامی وقار ﷺ کے خُلق عظیم کے ساتھ متصف ہونے پر تو دلالت کرتا ہے مگر مختص ہونے پر دلالت نہیں کرتا اس کا جواب اللہ رب العزت کا قول ''وانک لعلیٰ خُلق عظیم'' ہے جو مقام مدح میں واقع ہوا ہے یعنی جب مشرکین مکہ نے پیغمبر اسلام ﷺ کو دیوانہ اور مجنوں کہا تو خالق کائنات نے دوات اور قلم اور مکتوب جیسی چیزوں کی قسم یاد کر کے فرمایا!

ماانت بنعمة ربک بمجنون

تم اپنے رب کے فضل سے مجنوں نہیں (کنزالایمان)

وان لک لاجرا غیر ممنون

اور ضرور تمہارے لیئے بے انتہا ثواب ہے۔ (کنزالایمان)

بہر حال ان جملوں سے اللہ رب العزت نے آپ کو تسلی دی اور آپ کی مدح فرمائی ہے اور خُلق عظیم کے ساتھ آپ کی مدح اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ خُلق عظیم آپ کے ساتھ مختص ہو، کیونکہ خاص طور پر کسی کی مدح اسی خوبی پر کی جاتی ہے جو خوبی ممدوح کے علاوہ دوسروں میں موجود نہ ہو پس خُلق عظیم پر خاص طور سے آپ کی مدح کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ خُلق عظیم آپ کے ساتھ مختص ہے۔ پس جب مقام مدح کے قرینہ سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ پروردگار عالم کا قول ''وانک لعلیٰ خُلق عظیم'' بھی ذات رسالت مآب ﷺ کے ساتھ خُلق عظیم کے مختص ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

کعبۂ عشق کے معمار امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان یوں ارشاد فرماتے ہیں۔

ترے خُلق کو حق نے عظیم کہا تری خَلق کو حق نے جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا، ترے خالقِ حسن و ادا کی قسم

پیغمبر اسلام ﷺ کی حیات اخلاق عالیہ کے پیکر میں ڈھلی ہوئی تھی، آپ کا اخلاق رضائے الٰہی کا بہترین نمونہ تھا، آپ کا ہر عمل حسن واخلاق سے مزین تھا، آپ کا اخلاق مشرکین کیلئے باعث کشش تھا۔ سرکار دو عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

بعثت لا تمم مکارم الاخلاق و محاسن الافعال (مشکوۃ شریف)

''یعنی میں تو اسی لیئے دنیا میں مبعوث کیا گیا ہوں تاکہ اخلاق کی بزرگیوں اور اعمال کی خوبیوں کو مرتبہ کمال پر پہنچا کر انہیں مکمل کردوں''

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے مسلسل دس سال تک سفر وحضر اور گھر کے باہر اور اندر شہنشاہ کونین حضور ﷺ کی خدمت کی۔

''حضور رحمت عالم ﷺ نے مجھ کو کبھی اف بھی نہیں کہا اور اگر میں نے کوئی کام مزاج مبارک کے خلاف کر دیا تو کبھی نہیں فرمایا کہ تو نے یہ کام کیوں کیا؟ اگر میں نے کبھی کوئی کام چھوڑ دیا تو اس پر مجھے کبھی نہیں ڈانٹا، کہ تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا اور آپ کا اخلاق تمام دنیا کے انسانوں سے زیادہ اچھا اور بہترین تھا''۔ (ترمذی، ج ۲، ص ۲۲)

اے مسلمانو! اگر تمہیں تواضع وانکساری کا جلوۂ زیبا دیکھنا ہو تو خاتم النبیین ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضری دو تمہیں فضل بھی ملے گا، کمال بھی ملے گا، خاکساری بھی ملے گی، خُلق عظیم بھی ملے گا، انہیں سلیم الطبع بھی پاؤ گے، آپ کی تواضع وانکساری کا حال یہ ہے کہ آپ اپنے غلاموں سے بار بار فرما رہے ہیں، میں تم جیسا ہوں۔ (کنزالایمان)

حالانکہ ذات وکمالات میں آپ کا کوئی بھی مثل نہیں۔ یہ آپ کی عجز وانکساری تھی اور امت کی تعلیم کے لئے تھی کہ عرش معلیٰ پر تشریف رکھنے والے فرش گیتی پر بیٹھ کر اور چمڑے کا دسترخوان بچھا کر اپنے غلاموں کے ساتھ جو کی روٹی تناول فرماتے اور بہت ہی دلکش

جملہ ادا کرتے کہ میں اسی طرح کھانا پسند کرتا ہوں، جس طرح غلام کھانا پسند کرتا ہے۔ میں اسی طرح بیٹھتا ہوں جس طرح غلام بیٹھتا ہے، میں بادشاہ نہیں ہوں میں نیک بندہ ہوں۔

''روایت ہے حضرت انس سے وہ نبی ﷺ سے کہ آپ بیماروں کی مزاج پرسی کرتے تھے اور جنازوں کے ساتھ جاتے تھے''۔

حضور سرور عالم ﷺ نے بیمار پرسی بعض کفار کی بھی کی ہے مگر جنازے میں شرکت صرف مسلمانوں کی ہی کی ہے۔ غلام کی دعوت قبول کر لیتے تھے یہاں مملوک سے مراد یا تو آزاد کردہ غلام ہے یا عبد ماذون جسے تجارت وغیرہ کی اجازت مولیٰ سے مل گئی ہو یا مطلب یہ ہے کہ غلام کا مولیٰ اپنے غلام کے ذریعہ حضور رحمت عالم ﷺ کی دعوت کرتا تو بھی قبول فرما لیتے تھے۔ (مرقات)

روایت ہے حضرت انس، فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا حضور ﷺ کے پاس نجرانی موٹے کنارے والی چادر تھی حضور ﷺ کو ایک بدوی نے پکڑ لیا اور حضور کو آپ کی چادر سے کھینچا۔ نبی ﷺ اس بدوی کے سینہ میں پہنچ گئے حتیٰ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی گردن کے کنارے میں دیکھا اس کے سخت کھینچنے کی وجہ سے چادر کے کنارہ نے اثر کیا تھا پھر بولا اے محمد (ﷺ) اللہ کا جو مال آپ کے پاس ہے اس میں سے میرے لیئے بھی حکم دیجئے اس کی طرف رسول مقبول ﷺ نے دیکھا پھر باوجود اس کے گستاخانہ رویے کے اس کے لیئے عطا کرنے کا حکم دیا۔
(مشکوٰۃ شریف، ص ۵۱۸)

پیغمبر اسلام ﷺ نے کسی عورت سے مصافحہ کیا اور معانقہ کیا اور نہ کسی انسان کو اس کی تعلیم دی۔ حضور کے اخلاق کریمانہ کا حال یہ ہے کہ جو شخص مصافحہ کرتا اس سے خوشدلی سے ملتے اور جب تک مصافحہ کرنے والا خود سے اپنا ہاتھ نہ ہٹاتا اس وقت تک نہ ہٹاتے تھے۔ حضور تاجدار مدینہ راحت قلب وسینہ محمد رسول اللہ ﷺ کسی مجلس میں کسی کی طرف پاؤں پھیلا کر نہ بیٹھتے تھے اور نہ اولاد کی طرف، نہ ازواج کی طرف، نہ غلاموں کی طرف، نہ خادموں کی طرف، صرف یہ بات سوچ کر کہ سامنے والوں کو اس سے تکلیف اور ساتھ ہی سامنے والوں کی اس سے تحقیر ہوتی ہے۔ نیز یہ طریقہ متکبرین اور غرور والوں کا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم تاجدار مدینہ سرور قلب وسینہ ﷺ اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے ''اے اللہ میں تجھ سے صحت وسلامتی اور حسنِ خُلق کا سوال کرتا ہوں''

☆☆☆

اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ھیں!

قربِ الی اللہ اور سجدہ کی اقسام

''ہر سجدہ میں (بندہ) رب کے قریب ہوتا ہے اور سجدہ (کی) چار قسم ہیں۔ 1-سجدۂ نماز۔ 2-سجدۂ تلاوت۔ 3-سجدۂ سہو۔ 4-سجدۂ شکر۔''
(الملفوظ، حصہ اول)

پریشانی کا علاج

''لاحول شریف (کی) کثرت کریں یہ ۶۹ر بلاؤں کو دفع کرتی ہے۔ ان میں سب سے آسان تر پریشانی ہے۔ اور ۶۰ر بار پڑھ کر پانی پر دم کر کے روزانہ پی لیا کریں۔''
(الملفوظ، حصہ اول)

عورت کا تنہا سفر حج

''عورت کو بغیر محرم حج کو جانا جائز نہیں''
(الملفوظ، حصہ اول)

معارف القلوب

گزشتہ سے پیوستہ

آداب دعا اور اسباب اجابت

مصنف: رئیس المتکلمین حضرۃ علامہ نقی علی خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن

شارح: امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان

تسہیل وتشریح: مولانا عبد المصطفیٰ رضا عطاری

﴿قولِ رضا: نظر لِغیر، جب بالذات نظر لِغیر ہو، نظر بغیر ہے۔ بلکہ حقیقۃً معنی بالذات مقصود ومراد ہوں، تو قطعاً شرک وکفر۔

محبوبان خدا (۲☆) سے توسل، نظر بخدا ہے نا کہ نظر لِغیر۔ ولہذا خود قرآن عظیم نے اس کا حکم دیا، جس کا ذکر ادب ۲۲ ر میں آتا ہے۔ اس کی نظیر تواضع ہے۔ علمائے کرام فرماتے ہیں۔ غیر خدا کیلئے تواضع حرام ہے۔ فتاوے ھندیہ وملتقط وغیرہما میں ہے:

التواضع لغیر اللّٰہ حرام

حالانکہ معظمانِ دین کے لئے تواضع قطعاً مامور بہ ہے خود یہی علماء اس کا حکم دیتے ہیں۔ حدیث میں ہے:

تواضعوا لمن تعلمون منه وتواضعوا لمن تعلمونه ولا تکونوا جبابرة العلماء

''اپنے استاد کے لیئے تواضع کرو اور اپنے شاگردوں کے لیئے تواضع کرو اور سرکش عالم نہ بنو''

نیز حدیث شریف میں ارشاد ہوا۔ جو کسی غنی کے لئے اس کے غنا کے سبب تواضع کرے۔ **ذھب ثلثا دینه** ''اس کا دو تہائی دین جاتا رہے''۔

تو وجہ وہی ہے کہ مالِ دنیا کے لئے تواضع رو بخدا نہیں یہ حرام ہوئی اور یہی تواضع لغیر اللہ۔ اور علم دین کے لیئے تواضع رو بخدا ہے، اس کا حکم آیا اور یہ عین تواضع لِلّٰہ ہے۔ یہ نکتہ ہمیشہ یاد رکھنے کا ہے کہ اسی کو بھول کر وہابیہ ومشرکین افراط وتفریط میں پڑے۔ (۲۴)

والعیاذ باللہ رب العلمین﴾

ادب ۱۵...... نگاہ نیچی رکھے، ورنہ معاذ اللہ زوالِ بصر کا خوف ہے (۲۵)

﴿قولِ رضا: یہ اگرچہ حدیث میں دعائے نماز کے لئے وارد، مگر علماء اسے عام فرماتے ہیں﴾

ادب ۱۶...... دعا کے لئے اوّل آخر حمد الٰہی بجا لائے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی اپنی حمد کو دوست رکھنے والا نہیں۔ تھوڑی حمد پر بہت راضی ہوتا اور بے شمار عطا فرماتا ہے۔ حمد کا مختصر وجامع کلمہ،

لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ o (۲۶) اور **اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا تَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ** ہے۔ (۲۷)

﴿قولِ رضا: یونہی **اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا یُّوَافِیْ نِعَمَکَ وَیُکَافِیْ مَزِیْدَ کَرَمِکَ** (۲۸) **وغیر ذلک**

(ماخوذ از: اَحْسَنُ الْوِعَاءِ لِآدَابِ الدُّعَاءِ مع شرح ذَیْلُ الْمُدَّعَا لِاَحْسَنِ الْوِعَاءِ)

کہ احادیث میں وارد ﴾

ادب ۱۷......اوّل و آخر نبی ﷺ اور ان کے آل واصحاب پر درود بھیجے کہ درود اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہے اور پروردگار کریم اس سے برتر کہ اوّل و آخر کو قبول فرمائے اور وسط کو رد کردے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے:

''دعا زمین و آسمان کے درمیان روکی جاتی ہے،
جب تک تو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے بلند نہیں
ہونے پاتی''۔

﴿قولِ رضا: بلکہ بیہقی و ابوالشیخ سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے راوی حضور سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں:

الدعاء محجوب عن اللہ حتی یصلی علی محمد واھل بیتہ

''دعا اللہ تعالیٰ سے حجاب میں ہے جب تک محمد ﷺ اور ان کے اہل بیت پر درود نہ بھیجی جائے۔ ﴾

اے عزیز! دعا طائر ہے اور درود شہپر (۲۹)
طائر بے پر کیا اڑ سکتا ہے؟

ادب ۱۸......اب کہ مانگنے کا وقت آیا، تصورِ عظمت و جلالِ الٰہی میں ڈوب جائے۔

﴿قولِ رضا: اگر اس مبارک تصور نے وہ غلبہ کیا کہ زبان بند ہوگئی تو سبحان اللہ! یہ خاموشی ہزار عرض سے زیادہ کام دے گی ورنہ اس قدر تو ضرور کہ مورثِ حیاوادب وخضوع وخشوع ہوگا، کہ یہی روحِ دعا ہے، دعا بے اس کے تنِ بے جان اور تنِ بے جان سے امید، جہالت ﴾

ادب ۱۹......اللہ تعالیٰ کی عظیم رحمتوں کو، جو باوجود گناہ، اس کے حال پر فرماتا رہا، یاد کر کے شرمندہ ہو۔

﴿قولِ رضا: یہ شرم باعث دل شکستگی ہوگی اور اللہ تعالیٰ دلِ شکستہ سے بہت قریب ہے۔ حدیث قدسی میں ہے:

انا عند المنکسرة قلوبھم لاجلی (۳۰)

اور نیز تصورِ رحمت جرأتِ عرض پر باعث ہوگا۔

ومن فتحت لہ ابواب الدعاء فتحت لہ ابواب الاجابة

''جس کے لئے دعا کے دروازے کھلتے ہے
اجابت کے دروازے بھی کھل جاتے ہیں''

ادب ۲۰......اللہ جل جلالہ کی قدرتِ کاملہ اور اپنے عجز واحتیاج پر نظ کرے کہ موجب الحاح وزاری ہے۔ (۳۱)

ادب ۲۱......شروع میں اللہ عزوجل کو اس کے محبوب ناموں سے پکارے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اسم پاک اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن پر ایک فرشتہ مقر فرمایا ہے کہ جو شخص اسے تین بار کہتا ہے، فرشتہ ندا کرتا ہے۔ مانگ ک اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْن تیری طرف متوجہ ہوا''

پانچ بار یَا رَبَّنَا کہنا بھی نہایت مؤثر اجابت ہے (۳۲)۔ قرآن مج میں اس لفظ مبارک کو پانچ بار ذکر کر کے اس کے بعد ارشاد فرمایا!

فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ (۳۳)

''تو ان کی دعا قبول کی ان کے رب نے''

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے:

''جو شخص عجز کے وقت پانچ بار یَا رَبَّنَا کہے اللہ تعالیٰ اسے اس چ سے جس کا خوف رکھتا ہے، امان بخشے اور جو چیز چاہتا ہے عطا فرما پھر یہ آیتیں تلاوت کیں:

رَبَّنَا مَاخَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلاً الٰی قولہ تعالیٰ:
اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ (۳۴)

اور اسمائے حسنیٰ کا فضل خود پوشیدہ نہیں۔ (جاری ہے)

(۳۴) رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلاً ج سُبْحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ο رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ط وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ο رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ق صلے رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ο رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ط اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ο

اے رب ہمارے! تو نے یہ بے کار نہ بنایا، پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے اے رب ہمارے! بیشک جسے تو دوزخ میں لے جائے اسے ضرور تو نے رسوائی دی اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ اے رب ہمارے! ہم نے ایک منادی کو سنا کہ ایمان کیلئے ندا فرماتا ہے کہ اپنے رب پر ایمان لاؤ، تو ہم ایمان لائے۔ اے رب ہمارے! تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیاں محو فرمادے اور ہماری موت اچھوں کے ساتھ کر۔ اے رب ہمارے! اور ہمیں دے وہ جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا۔ (سورۃ الِ عمران، آیت ۱۹۱ تا ۱۹۴، ترجمہ: کنز الایمان)۔

فروغ رضویات...... یو. پی، انڈیا

مولانا انوار احمد غلام محی الدین البغدادی زیدہ مجدہ، جامع صدام بغداد شریف سے فارغ التحصیل ہوکر دار العلوم علیمیہ جمدا شاھی، ضلع بستی، یو. پی، انڈیا میں بحیثیت استاذ الادب العربی خدمت انجام دے رہے ہیں اور وہاں انہوں نے، تخصص فی الادب العربی اور شعبہ تعریب کتب اہل سنت بھی قائم کردیا ہے۔ یہاں اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی دو کتب ''بدر الانوار فی اداب الآثار'' اور ''صفائح اللجین فی تصافح بکفی الیدین'' کا عربی ترجمے کا کام شروع ہوگیا ہے

حواشی

☆) قائدہ جلیلہ: استعانت بالغیر وتوسل بہ محبوبانِ خدا کا امتیاز۔

۲) کہ نصاریٰ اس قدر حد سے بڑھ گئے کہ حضرت عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کو اس لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ کی شان والی پاک ذات کا بیٹا کہنے لگے اور ادھر وہابیوں، دیوبندیوں نے اس قدر عاجز ولاچار سمجھا کہ اللہ ورسول عزوجل ﷺ کی شان میں گستاخیاں کر بیٹھے۔

کرے مصطفیٰ کی اہانتیں کھلے بندوں اس پہ یہ جرأتیں
کہ میں کیا نہیں ہوں محمدی ارے ہاں نہیں، ارے ہاں نہیں

ذکر روکے فضل کاٹے نقص کا جویاں رہے
پھر کہے مَردَک کہ ہوں امت رسول اللہ کی ﷺ

(امام اہلسنت)

(مردَک، ذلیل وگھٹیا آدمی کو کہتے ہیں)

۱) یعنی نظر کمزور ہوجانے کا اندیشہ ہے۔

۱) اے پاک پروردگار عزوجل! میں تیری ثناء کا حق ادا کرنے سے قاصر ہوں تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی ثناء فرمائی۔

۱) اے اللہ عزوجل! سب خوبیاں تجھی کو ہیں جیسا کہ ہم بیان کرتے ہیں اور تیری خوبیاں تو ہمارے کہے سے زیادہ بھلی ہیں۔

۱) اے رب ہمارے! ساری خوبیاں تجھی کو کہ تو اپنی نعمتوں کو پورا کرے اور اپنے کرم میں مزید اضافے کیلئے کفایت فرمائے ہو۔

) پرندے کے بازو کے سب سے بڑے پر کو شہپر کہا جاتا ہے کہ جس پر دیگر چھوٹے پروں کا دارومدار ہوتا ہے۔ یعنی دعا ایک پرندہ اور پرندے کو پرواز کیلئے شہپر یعنی درود شریف کی احتیاج ہے۔

۱) میں ان سے قریب ہوں جن کے دل میرے لیئے شکستہ ہیں۔

) یعنی گریہ وزاری کا سبب ہے کہ اس کی قدرت کاملہ کے حضور اپنے عجز ومحتاجی پر نظر کرنے سے رونا نصیب ہوگا کہ دلیلِ قبولیت ہے۔

۲) یعنی دعا کی قبولیت میں اثر رکھتا ہے۔

۳) سورۃ الِ عمران، آیت ۱۹۵۔

اسلام اور سائنس

روح انسانی

مولانا عبدالرحمٰن*

روح انسانی کے بارے میں قرآنی مفہوم یوں ہے:

> ''اور تم سے روح کو پوچھتے ہیں، تم فرماؤ روح میرے رب کے حکم سے ایک چیز ہے اور تمہیں علم نہ ملا مگر تھوڑا''
>
> (سورۃ بنی اسرائیل، آیت ۸۵، ترجمہ کنزالایمان)

مندرجہ بالا آیت مبارکہ کے ترجمہ میں ''تھوڑا سا علم'' کی روشنی میں روح کے بارے میں مختصر تذکرہ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے۔

روح کی حقیقت ایک ایسا مسئلہ ہے جس کی خلش ہر غور و فکر کرنے والا اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔ چنانچہ ہر زمانہ کے فلسفیوں نے اس معمہ کو حل کرنے کی انتہائی کوشش کی لیکن ہر کوشش نے اسے پیچیدہ تر بنا دیا۔ یہی سوال جب حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا تو اللہ تعالیٰ نے مختصر مگر کامل اور جامع جواب دے کر تمام اوہام اور شکوک کو ختم کر دیا۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ نے روح کے معنیٰ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اطباء کے نزدیک روح کی تعریف یہ ہے کہ روح ایک جسمِ لطیف ہے جس کا منبع جوفِ قلب ہے۔ یہ بدن میں پھیلے ہوئے رگ و ریشہ کے ذریعہ جسم کے ہر جزو کے اندر سرایت کر جاتا ہے

قرآن و حدیث، اجماعِ صحابہ اور عقلی دلائل سے ثابت ہے کہ روح ایک جسم ہے جو اپنی ماہیت کے اعتبار سے اس محسوس جسمِ عنصری سے مختلف ہے وہ جسم نورانی، علوی لطیف، زندہ اور متحرک ہے روح کا جسم لطیف ہونا اور اس جسمِ عنصری کا مخالف ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں سورۃ الحجر میں فرماتا ہے۔

ترجمۂ کنزالایمان:

> ''تو جب میں اسے (حضرت آدم علیہ السلام) کو ٹھیک کرلوں اور اس میں اپنی طرف کی خاص معزز روح پھونک دوں'' (۲۹/۱۵)

اس طرح یہ بات ثابت ہوگئی کہ تسویۂ بدن کے بعد نفخ روح ہوا اور یہ کہ بدن اور روح دو مختلف چیزیں ہیں۔ پھر یہ کہ بدن میں روح پھونکی گئی اور پھونکا جانا جسم کے اندر ہوا لہٰذا روح کا جسمِ لطیف ہونا ثابت ہوا۔

اس طرح اس بات پر مزید روشنی ڈالی گئی ہے کہ جسمِ انسانی وجود میں آیا۔ جس کی تفصیل منی، خون، گوشت کا لوتھڑا، ہڈی اور ہڈی

---

*(متعلم، سال چہارم، علیمیہ اسلامک مشنری یونیورسٹی، کراچی)

(بشکریہ: ماہنامہ منارٹ انٹرنیشنل، کراچی، جولائی 2003ء)

پر گوشت چڑھانے کے عمل پر منحصر ہے۔ اس کے بعد ایک دوسری طرح کی مخلوق بنادیا۔ یعنی اس پورے عمل کے بعد روح پھونکی گئی اور یہ روح تمام اجزائے بدن میں سرایت کرگئی اس سے روح کا جسم سے الگ ایک مستقل حقیقت ہونا ثابت ہوا اور یہ کہ وہ ایک جسمِ لطیف رکھتی ہے جو اس جسمِ کثیف میں سرایت کیئے ہوئے ہے۔

حدیث پاک میں موت کے وقت روح کی کیفیت یوں بیان ہوئی ہے کہ فَتَفَرَّقَ فِیْ جَسَدِہٖ کہ میت کے بدن میں روح متفرق ہوجاتی ہے۔ اس طرح روح کا جوھرِ مفرد ہونا باطل ہوا۔

اگر اس روح کی پیدائش کسی مادہ مثلاً پانی، ہوا، آگ، مٹی یا نور سے ہوتی تو اس کا ذکر کیا جاتا، تو معلوم ہوا کہ روح نور سے بھی زیادہ لطیف ہے۔ ابوالقاسم سہیلی نے فرمایا کہ روح کی پیدائش اس چیز سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اور وہ نفخ ہے۔ جو مضاف فرشتہ کی طرف ہے اور فرشتوں کی پیدائش نور سے ہے۔

ملائکہ کے نفخ سے روح پیدا ہوئی اور ملائکہ نور سے ہیں۔ اس لئے روح ملائکہ سے زیادہ لطیف ہے جیسے انسان جسمِ عنصری ہے، انسان کا سانس اس کے جسم سے زیادہ لطیف ہے۔ اس طرح ملائکہ کا سانس ان کے جسم سے زیادہ لطیف ہوا۔

امام رازی علیہ الرحمۃ نے روح کی جو تعریف بیان فرمائی ہے وہی اہلِ حق کا مذہب ہے۔

امام رازی علیہ الرحمۃ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں خوب جان لیں کہ روح کے اثبات کے قائلین کے دو فریق ہیں اور وہ جو محققین ہیں ان میں بعض کا قول ہے کہ روح نہ عالم میں داخل ہے نہ خارج ہے۔ نہ داخل میں متصل ہے نہ خارج میں۔ نہ متصل ہے نہ اس سے منفصل۔ لیکن انسانی بدن سے اس کا تعلق تدبیر و تصرف کا ہے۔

معلوم ہوا کہ روح ایک جوہر ہے، بہت لطیف ہے۔ اس کے لئے مکان نہیں۔ مکان مادیات کیلئے ہوتا ہے۔ نہ مجردات کے لئے، یہ بدن سے پہلے بھی موجود تھا اور اس کے بعد بھی موجود رہتا ہے۔ سنتا ہے دیکھتا ہے کلام کرتا ہے اس کی لا مکانی کیفیت حدیث میں لفظ ”عماء“ سے بیان کی گئی ہے۔ جب رسول کریم ﷺ سے سوال کیا گیا ”أین کان ربنا“ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”فی عماء“ مکان، ذات باری تعالیٰ کے لئے منفی ہے لا مکان کی حقیقت سمجھنے کیلئے عقل اندھی ہے۔ حدیث کا لفظ عماء اس پر دلالت کرتا ہے کیونکہ لفظ عماء عدم بینائی پر بولا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روح عالم امر کی چیز ہے۔ جب عقل انسانی عالم امر کی حقیقت کا ادراک کرنے سے قاصر ہے تو عالم امر کی چیزوں کا ادراک کیونکر کرسکتی ہے۔

محققین صوفیائے کاملین اور اصحابِ کشف کا فیصلہ یہ ہے کہ روح مادی، نورانی اور لطیف چیز ہے۔ جہاں یہ بات کہی گئی ہے کہ جوہر مجرد ہے۔ اس میں جوہر سے مراد یہ ہے کہ یہ عرض نہیں اور مجرد سے مراد یہ ہے کہ کثیف نہیں بلکہ جسم نورانی ہے۔

مولوی انور شاہ کشمیری صاحب ترمذی کی شرح میں لکھتے ہیں: جہاں تک روح کا تعلق ہے اہل اسلام کے نزدیک وہ ایک لطیف جسم ہے اور اسی بدن کی شکل پر ہوتا ہے جس میں وہ ہو۔ روح کی یہ جسمیت احادیث سے ثابت ہے۔ حدیث حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ میں وارد ہے کہ فرشتہ روح کو بدن سے یوں کھینچ لیتا ہے جیسے گیلی سیخ اون سے کھینچی جاتی ہے۔ متقدمین علماء اسلام نے تجرد سے مراد عدمِ کثافت لی ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو محققین میں ہیں فرماتے ہیں کہ روح نورانی جسم ہے جو مکمل طور پر اس بدن کی شکل

ہے جس میں وہ موجود ہوتا ہے۔ (روح المعانی ۲۴-۵۳)

امام قرطبی علیہ الرحمۃ نے اپنے تذکرہ میں فرمایا ہے کہ یہ سے روح سے تعبیر کیا گیا ہے اس کیلئے ابتداء تو ہے مگر اس کے نتہاء نہیں ہے یعنی اس کے لئے فنا نہیں ہے اگرچہ بدن سے جدا ئے اور اس ضمن میں ذکر کیا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ روح فانی ہے ہے۔ لہٰذا سلف صالحین صوفیہ محققین کا یہی مذہب، ہے۔

قول جو پہلے بیان ہو چکا، اس میں جمہور علماء کرام اور ن صوفیہ کا ایک عظیم گروہ شامل ہے بالخصوص عظیم سلف صالحین ی مذہب اختیار کیا یہ کہ روح جسمِ مادی ہے، لطیف ہے، نورانی ں بدن میں ہے اسی بدن کی شکل پر ہے۔ بدن سے جدا ہونے ند اس کے لیے جسم مثالی کی ضرورت نہیں۔ اس کی تفصیل کے ب سے پہلے یہ معلوم کر لینا چاہیے کہ حیات کسے کہتے ہیں۔ ، نام ہے حسِ حرکت، دیکھنا، سننا، بولنا، قویٰ ظاہری اور باطنی کا ہونا۔ روح دنیا میں بدن کو زندگی بخشتی ہے۔ دنیا میں مادی ں کو سنانے میں مادی آلات کی محتاج ہے نہ کہ اپنی حیات میں بدن کی محتاج، بلکہ روح بدن کو حیات بخشتی ہے۔ برزخ میں روح مادی دنیا کو اپنی آواز نہیں سنا سکتی اس لئے مادی آنکھیں یں دیکھ سکتیں۔ مادی کان اس کی بات نہیں سن سکتے، حالانکہ وہ لتا ہے سنتا ہے، اس کے سارے اعضاء، ذاتی ہیں چونکہ روح بدن کی شکل پر ہوتی ہے۔ روح خود جسمِ لطیف، اس کے کان ، اس کی آواز لطیف، اس کو تمام لطیف چیزیں دیکھ لیتی ہیں اس واز سن لیتی ہیں مثلاً ملائکہ، قلوبِ انبیاء، قلوبِ اولیاء لطیف ں کو دیکھنے یا سننے سنانے میں کسی غیر جسم کے آلات کے محتاج تا کہ برزخ میں اس کے لیے جسم مثالی تسلیم کیا جائے اگر لطیف چیزوں کو دیکھنے یا سننے سنانے میں جسم مثالی کا محتاج مانا جائے تو پھر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ روح حیات بخش نہیں بلکہ روح کو جسم مثالی حیات بخشتا ہے اور روح کے کوئی ذاتی آلات نہیں وہ ایک پتھر ہے (نعوذ باللہ)۔ روح کو جسم مثالی تسلیم کرنا خلافِ قرآن، خلافِ حدیث و آثارِ سلف صالحین ہے اور جو شخص جسم مثالی کا قائل ہوا ہے اس نے سخت ٹھوکر کھائی ہے اللہ اس کو ہدایت دے۔ پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ روح کی پیدائش کسی چیز سے ہوئی۔

امام رازی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ روح ابتداءً صاحب عرش و کرسی سے ہے (من امر ربی) اور بدنِ انسانی کی اصل مٹی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں میں الفت ڈال دی تا کہ ان میں اوامر اور محنتیں قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے، پس روح مسافر ہے اور بدن اپنے وطن میں ہے، پس غریب الوطن مسافر کی ذمہ داری کا خاص خیال رکھیں۔

بدن کو حرکت دینے والی روح ہے۔ روح کو حرکت اور زندگی نور سے ملتی ہے۔ نور کو حیات اور حرکت دینے والی ذاتِ باری تعالیٰ ہے۔ اس مقام کو کما حقہ سمجھنا محال ہے۔ رات دن ذکر و فکر سیر ملکوتی اور سیرِ عالم بالا میں پرواز سوائے طالبِ صادق اور اللہ کے فضل و ہدایت کے بغیر ممکن نہیں۔

اللہ میاں کہنا جائز نہیں

زبانِ اردو میں لفظِ ''میاں'' کے تین معنیٰ ہیں ان میں سے دو ایسے ہیں جن سے شانِ الوہیت پاک و منزّہ ہے اور ایک کا صدق ہو سکتا ہے تو جب لفظ دو خبیث معنوں میں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذاتِ باری پر اس کا اطلاق ممنوع ہوگا۔ اس کے ایک معنی مولیٰ اللہ تعالیٰ بیشک مولیٰ ہے۔ دوسرے معنیٰ شوہر۔ تیسرے معنیٰ زنا کا دلال کہ زانی اور زانیہ متوسط ہو۔ (اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں، الملفوظ حصہ اول)

ابراهیم دھان مکی کا خاندان
اور
فاضل بریلوی

محمد بہاء الدین*

(۲) امام تاج الدین دھان رحمۃ اللہ علیہ

امام الفقہاء فی عصرہ، مدرس مسجد حرام شیخ تاج الدین بن احمد بن امام ابراهیم دھان بن عثمان بن عبد النبی عثمان بن عبد النبی دھان حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اکابر علماء مکہ مکرمہ سے تعلیم پائی۔ فقیہ حنفی، سو سے زائد کتب کے مصنف مفتی مکہ مکرمہ شیخ ابراہیم بیری رحمۃ اللہ علیہ (۹) جیسے اکابرین سے استفادہ کیا نیز الامام الکبیر، شیخ الشیوخ، محدث حجاز، مسند العصر، قدوۃ الصالحین، صاحبِ تصانیفِ کثیرہ، شیخ حسن عجیمی رحمۃ اللہ علیہ (۱۰) کی خدمت میں طویل عرصہ حاضر رہے اور فقہ، تفسیر، حدیث، اصول، نحو وغیرہ متعدد علوم میں تعلیم مکمل کی۔ شیخ تاج الدین دھان مسجد حرام میں مدرس، اپنے دور کے عظیم فقیہ و ولیِ کامل ہوئے اور خلقِ کثیر آپ سے فیض یاب ہوئی۔ آپ عمر بھر درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور عبادت میں مشغول رہے۔

آپ کی تصنیفات یہ ہیں:

☆...... **اجادة النجدة، بمنع القصر فی طریق جدة**

علماء مکہ مکرمہ کے درمیان مسئلہ زیر بحث آیا کہ مکہ مکرمہ سے جدہ تک سفر میں قصر نماز جائز ہے یا نہیں۔ شیخ قطب الدین نہر والی مکی قادری رحمۃ اللہ علیہ (۱۱) وغیرہ بعض علماء مکہ نے اس کے جواز پر فتویٰ دیا۔ بعد ازاں شیخ ابراہیم بیری مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مسئلہ پر ''رسـ **فی حکم قصر الصلاة فی طریق جدة** ''لکھی۔ اور شیخ الدین دھان نے مذکورہ مسافت کے دوران قصر نماز کے عدم جوا مذکورہ بالا کتاب لکھی جو آپ نے ۲۸ / رمضان ۱۱۲۲ھ کو مکمل کی۔ اج النجدۃ کے کل چار مخطوطات ہیں، ان میں سے دو مکتبۂ مکہ مکرمہ ۶/ مجامیع ۱۳۰۶ھ اور ۳۸/ فقہ حنفی ۱۳۱۱ھ موجود ہیں۔ تیسرا نسخہ القریٰ یونیورسٹی مکہ مکرمہ کے مرکزی کتب خانہ میں ۴۰۳/۴ / اور چو مکتبہ سیدنا عبد اللہ بن سیدنا عباس رضی اللہ عنہما طائف میں ۱۴۸/ محفوظ ہے۔ یہ کتاب ۱۳۳۱ھ میں مطبع ماجدیہ مکہ مکرمہ میں طبع ہوئی (

☆...... **کفایة المتطلع لما ظهر و خفی، من مرویات الشیخ حسن بن علی العجیمی**، دو ضخ جلدوں اور چار ابواب پر مشتمل یہ کتاب آپ نے اپنے استاد شیخ حسـ بن علی عجیمی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات اور اسانید و مرویات پر تصنیف کی۔ مؤرخین نے اس کے مختلف نام ذکر کیے جو یہ ہیں۔ کفاید المطالع (۱۳)، کفایة المطلع (۱۴)، کفایة المستطلع او کفاید المستطلع و نهایة المتطلع (۱۵)، کِفایة المُتَطَلَّع (۱۶)، او محققین نے آخر الذکر نام درست قرار دیا۔ اس کا ایک مخطوطہ مکہ مکرمہ میں شیخ ہشام عجیمی کے ذخیرۂ کتب میں موجود ہے جو ۲۱۴ صفحات پ

---

*(ناظم: بہاء الدین ذکریا لائبریری، چکوال)

مشتمل ہے اور اسے شیخ محمد یاسین فادانی مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۱۷) نے نقل کیا۔ دوسرا مخطوطہ پبلک لائبریری رباط مراکش میں ۱۰۹۸/ ذخیرہ کتانی ۱۵۲ صفحات محفوظ ہے۔ علاوہ ازیں مکتبۂ حرمِ مکی میں کفایۃ المتطلع نام کے دو مخطوطات ۷۹۶، ۷۹۷ ہیں۔ شیخ عبداللہ بن عبدالرحمٰن معلّمی یمنی (پ ۱۳۴۷ھ) جو تیس برس سے زائد عرصہ تک مکتبہ حرمِ مکی سے وابستہ رہے اور آخر میں اس کے محافظ بنے پھر ۱۴۰۸ھ میں ملازمت پوری کر کے سبکدوش ہوئے بعدازاں اس مکتبہ میں موجود تمام مخطوطات کی فہرست مرتب کی جو ۷۳۸ صفحات پر شائع ہوئی۔ شیخ عبداللہ نے نہ جانے کیوں کفایۃ المتطلع کے مذکورہ دونوں مخطوطات کو شیخ حسن عجیمی کی تصنیف قرار دے دیا (۱۸)۔ اب سے تقریباً ایک صدی قبل فہرس الفھارس کے مصنف نے مکہ مکرمہ میں اس کتاب کی ایک جلد دیکھی اور اس سے استفادہ کیا (۱۹)۔ بعدازاں شیخ محمد یاسین فادانی مکی نے نہ صرف یہ کہ اس کتاب سے استفادہ کیا بلکہ اس کا ایک نسخہ نقل کیا، علم روایات پر گہری نظر رکھنے والے ان دونوں علماء کے علاوہ دیگر تذکرہ نگار اس پر متفق ہیں کہ یہ کتاب شیخ تاج الدین دھان رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے جو ۱۹۹۴ء تک شائع نہیں ہوئی (۲۰)۔ خود شیخ حسن عجیمی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف موضوعات پر متعدد رسائل و کتب تصنیف کیئے لیکن اس نام کی انکی کوئی تصنیف نہیں۔ ہاں شیخ عجیمی نے جن علماء و مشائخ سے استفادہ کیا جن اکابرین سے آپ کی ملاقاتیں رہیں ان کے حالات پر آپ نے کتاب ضرور لکھی لیکن اس کا نام ''خبایا الزوایا'' ہے جس کا مخطوطہ، اس کی فوٹو کاپی اور مائیکروفلم مکتبۂ حرمِ مکی میں ہی موجود ہے۔ نیز آپ نے اپنے حاالات زندگی پر کتاب ''اسبال الستر الجمیل علی ترجمة العبد الذلیل''، لکھی جس کا مخطوطہ مکتبۂ مکہ مکرمہ میں محفوظ ہے۔ (۲۱)

☆...... **تثقیف وعی الالباب بتلقیف الآیة واحادیث بدء الوحی للباب** مخطوط مکتبہ حرم مکی، ۳۷۶۶/۱۔ (۲۲)

☆...... **رسالة فی القنوت فی الفجر وغیرها من باقی الاوقات، عند حدوث النازلات۔**

☆...... **رسالة فی الاستخارة، بجمیع ما یتعلق بها۔** (۲۳)

حوالہ جات وحواشی

(۹) فقیہ حنفی و مفتی مکہ مکرمہ شیخ ابراہیم بن حسین بیری رحمۃ اللہ علیہ (م م-۱۰۹۹ھ/ ۱۶۸۸ء) کے والد ماجد اہل و عیال سمیت زیارت کے لیئے مدینہ منورہ حاضر تھے کہ وہیں پر شیخ ابراہیم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ آپ نے اپنے چچا شیخ محمد بیری کے علاوہ اکابر علماء مکہ مکرمہ شیخ الاسلام عبدالرحمٰن مرشدی، سیوطی زماں شیخ محمد علی علان (م ۱۰۵۸ھ) وغیرہ سے تعلیم پائی پھر اپنے دور کے فقہاء کے سرتاج ہوئے۔ آپ کی چند تصنیفات کے نام یہ ہیں، شرح تصحیح القدوری، السیف المسلول فی دفع الصدقة لآل الرسول، رسالة فی حکم الاشارة فی التشهد، اللمعة فی حکم الصلاة الاربع بعدالجمعة، رسالة فی حکم اسقاط الصلاة، رسالة فی ایصال الثواب للاموات، رسالة من یطلق علیه السید الشریف، بلوغ الارب فی ارض الحجاز و جزیرة العرب، رسالة فی حکم الحیلة لمجاوزة المیقات الشرعی بلا احرام مخطوط مکتبہ مکہ مکرمہ، رسالة مشروعیة العمرة للمکی فی اشهر الحج مخطوط مکتبہ حرم مکی۔ شیخ ابراہیم بیری نے مکہ مکرمہ

میں وفات پائی اور ام المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مزار کے قریب دفن ہوئے۔ (مختصر نشر النور، ص ۳۹......۴۲، نظم الدرر ص ۲۰، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرّمۃ، ص ۱۶۹، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۲۰۹)

(۱۰) شیخ حسن بن علی عجیمی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۱۱۳ھ/۱۷۰۲ء) پوری اسلامی تاریخ کے اہم علماء میں سے ایک ہیں۔ آپ نے مختلف علوم وفنون میں متعدد علماء کرام سے استفادہ کیا۔ عارف باللہ وصاحب تصانیف علامہ سید صفی الدین احمد بن محمد قشاشی مدنی حسینی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۷۱ھ) نیز عارف باللہ علامہ سید عبدالرحمٰن مجوب مکناسی مراکشی ثم مکی ادریسی رحمۃ اللہ علیہ سے علوم تصوف حاصل کر کے دونوں سے صوفیاء کے اہم سلاسل میں خلافت پائی۔ شیخ حسن عجیمی کو شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ صدر الدین قونوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف پر خاص عبور حاصل تھا۔ آپ نے مختلف موضوعات پر متعدد کتب تصنیف کیں جن میں سے چند کے نام یہ ہیں:

اھداء اللطائف باخبار الطائف طبع دوم طائف ۱۹۸۰ء، **حاشیہ علی الاشباہ والنظائر**، **بغیۃ الرائض فی شرح بیت ابن الفارض**، **تحقیق النصرۃ للقول بایمان اھل الفترۃ**، **مظھر الروح بسر الروح** مخطوط مکتبہ مکہ مکرمہ، **نشر الروائح الندیۃ فی سلاسل السادۃ الاحمدیۃ**، **اتحاف النفوس الزکیۃ فی سلاسل السادۃ القادریۃ**۔ آپ نے طائف میں وفات پائی اور وہیں پر سیدنا عبداللہ بن سیدنا عباس رضی اللہ عنہما کے احاطۂ مزار میں دفن ہوئے۔ (الاعلام، ج ۲، ص ۲۰۵، فہرس الفھارس، ج ۲، ۸۱۰-۸۱۳، مختصر نشر النور، ص ۱۶۷......۱۷۳، نظم الدرر، ص ۸۰-۸۳، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرّمۃ، ص ۳۰۶)

انہی شیخ حسن عجیمی رحمۃ اللہ علیہ کی نسل میں سے ان کے ہم نام شیخ حسن بن عبدالرحمٰن بن حسن بن محمد بن علی بن محمد بن حسن بن علی عجیمی رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۸۹ھ......۱۳۶۱ھ) نے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے خلافت پائی۔ (الاجازات المتینۃ لعلماء بکۃ والمدینۃ، مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی، منظمۃ الدعوۃ الاسلامیۃ لوھاری دروازہ لاہور، سن اشاعت درج نہیں ص ۳۳، ۵۰، نشر الدرر فی تذییل نظم الدرر فی تراجم علماء مکۃ من القرن الثالث عشر الی الرابع عشر، شیخ عبداللہ غازی مکی، مخطوط، ص ۲۶-۲۷)

(۱۱) شیخ قطب الدین خان نھر والی قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۹۹۰ھ/۱۵۸۲ء) کا خاندان ہندوستان کے صوبۂ گجرات میں آباد تھا لیکن آپ ۹۱۷ھ کو لاہور میں پیدا ہوئے اور تقریباً ۹۳۲ھ میں والدِ محترم کے ساتھ مکہ مکرمہ ہجرت کر گئے اور وہاں کے اکابر علماء کرام سے تعلیم پائی۔ ۹۴۳ھ میں مزید حصول علم کے لیئے مصر گئے نیز شام اور ترکی کا سفر کیا۔ پھر مکۂ مکرمہ میں مدرس اور مفتیِ احناف تعینات ہوئے۔ ترک سلاطین کے ہاں آپ کو قدر ومنزلت حاصل تھی۔ آپ نے فقہ تاریخ اور ادب کے موضوعات پر عربی میں متعدد کتب تصنیف کیں جن میں سے دو مقبول عام ہوئیں ان میں سے ایک مکۂ مکرمہ کی تاریخ پر "**الاعلام باعلام بلد اللہ الحرام**" ہے جو ۱۳۰۳ھ میں مصر سے شائع ہوئی۔ دوسری "**البرق الیمانی فی الفتح العثمانی**" ہے جو حمد الجاسر (م ۱۳۲۱ھ) کی تحقیق سے ۱۹۶۷ء، ۱۹۸۰ء میں ریاض سے شائع ہوئی۔ شیخ قطب الدین نے مکۂ مکرمہ میں وفات پائی آپ کے حالات عربی کی متعدد کتب میں درج ہیں لیکن مفصل حالات البرق الیمانی کے آغاز میں دیئے گئے ہیں (التاریخ والمؤرخون بمکۃ۔ من القرن الثالث الھجری الی القرن الثالث عشر، پروفیسر ڈاکٹر محمد حبیب ھیلہ، طبع اول ۱۹۹۴ء، مؤسسۃ الفرقان للتراث الاسلامی لندن، ص ۲۴۲-۲۵۳، الاعلام، ج ۶، ص ۶-۷، فہرس الفھارس، ج ۲، ص ۹۴۴-۹۶۱، مختصر نشر النور، ص ۳۹۵-۳۹۸، نظم الدرر، ص ۱۴) الاعلام باعلام بلد اللہ الحرام کا ایک ایڈیشن مکتبہ علمیہ مکہ

مکرمہ نے شائع کیا جس پر مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۲ھ/ ۱۹۸۱ء) کے خلیفہ، مسجد حرام و مدرسہ فلاح مکہ مکرمہ کے مدرس علامہ سید محمد امین کتبی حسنی مکی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۴۰۴ھ) نے مقدمہ قلمبند کیا۔

(۱۲) التاریخ والمؤرخون بمکۃ، ص ۳۹۷-۳۹۸، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرّمۃ، ص ۱۱۷، مختصر نشر النور، ص ۱۴۷۔

(۱۳) مختصر نشر النور، ص ۱۴۷

(۱۴) نظم الدرر، ص ۹۷

(۱۵) فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۵۰۴

(۱۶) اتحاف الاخوان باختصار مطمح الوجدان فی اسانید الشیخ عمر حمدان، شیخ محمد یاسین فادانی مکی، دار البصائر دمشق طبع دوم ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء، ص ۱۱۷، امداد الفتّاح باسانید ومرویات الشیخ عبد الفتاح، شیخ محمد بن عبد اللہ الرشید حنفی، مکتبہ امام شافعی ریاض طبع اول ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء، ص ۵۰۵، التاریخ والمؤرخون بمکۃ، ص ۳۹۸، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۳۷۴

(۱۷) شیخ محمد یاسین فادانی مکی شافعی (م ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء) نے مدرسہ صولتیہ، دار العلوم دینیہ، مسجد حرام اور علماء مکہ کے گھروں میں قائم مدارس میں تعلیم پائی۔ آپ نے حرمین شریفین حاضر ہونے والے عالم اسلام کے چار سو سے زائد علماء ومشائخ سے استفادہ کیا۔ آپ کو علم روایت پر کمال حاصل تھا اور اس پر بیسیوں کتب تصنیف کیں۔ فاضل بریلوی رحمۃ اللہ کے خلیفہ امام النحویین خاتمۃ المحققین مفتی مالکیہ دار العلوم دینیہ کے صدر مدرس شیخ محمد علی مالکی مکی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۶۷ھ) شیخ محمد یاسین کے اہم اساتذہ میں سے ہیں۔ (تشنیف الاسماع بشیوخ الاجازۃ والسماع، شیخ محمود سعید ممدوح شافعی، دار الشباب للطباعۃ قاہرہ، طبع اول سن تصنیف ۱۴۰۳ھ، ص ۸-۱۲، بلوغ الامانی فی التعریف بشیوخ واسانید مسند العصر الشیخ محمد یاسین بن محمد عیسیٰ الفادانی المکّی، شیخ محمد مختار الدین فلمبانی مکی (م ۱۴۱۱ھ)، دار قتیبہ دمشق، طبع اول ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء، ص ۲۸-۳۰، من اعلام القرن الرابع عشر والخامس عشر، ابراہیم حازمی، طبع اول ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء، دار الشریف للنشر والتوزیع الریاض، ج ۱، ص ۱۶۹-۱۷۴)

(۱۸) معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۳۷۴، صفحہ آخر

(۱۹) فہرس الفہارس، ج ۱، ص ۵۰۴-۵۰۵، ج ۲، ص ۸۱۰-۸۱۳

(۲۰) التاریخ والمؤرخون بمکۃ، ص ۳۹۷-۳۹۸، الاعلام، ج ۲، ص ۲۰۵

(۲۱) مختصر نشر النور، ص ۱۶۷-۱۷۳، معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۳۷۴، فہرس مخطوطات مکتبۃ مکۃ المکرّمۃ، ص ۴۵۶

(۲۲) معجم مؤلفی مخطوطات مکتبۃ الحرم المکی الشریف، ص ۲۷۴

(۲۳) مختصر نشر النور، ص ۱۴۷

محبت رسول کریم ﷺ ہی راہ نجات ہے

(وجاہت رسول قادری)

اسلام آباد (پ ر) وفاقی دار الحکومت اسلام آباد کے خالص دینی وادبی تنظیم ''بزم حمد ونعت'' کے زیر اہتمام چھبیسواں ماہانہ نعتیہ مشاعرہ حسب دستور ''ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل'' اسلام آباد کے دفتر میں منعقد ہوا جس کی صدارت معروف ادیب، دانشور، نقاد اور نعت گو شاعر عزیز احسن نے کی جبکہ مہمان اعزاز استاد الشعراء مسرور جالندھری تھے۔ اس موقع پر معروف عالم دین اور ماہنامہ ''معارف رضا'' کراچی کے مدیر اعلیٰ سید وجاہت رسول قادری نے اپنے مختصر خطاب میں فرمایا کہ ''حضور ﷺ کی نعت سے ہم اپنے الفاظ کو سجاتے ہیں حضور ﷺ پر صلوٰۃ وسلام اور آپ ﷺ کی مدحت سرائی ہی ہماری نجات کا ذریعہ ہے۔ محفل میں مقتدر شعرائے کرام نے بارگاہ رسالت ﷺ میں نعت کا نذرانہ پیش کیا ان میں عزیز احسن، مسرور جالندھری، عبد الرشید ساقی، ظہیر حیدر زیدی، ایوب صابر کاسنگجوئی، رشید امین، سید جاوید رضا، شفیق ہاشمی، اکبر حمزئی، اسلم ساگر، بیدل جونسپری اور جنید آزاد کاشف شامل تھے۔

معارف اسلاف

سلطان الواعظین

حضرۃ علامہ قاضی سید احسن الزمان ھاشمی علیہ الرحمہ

مولانا سید شاھد الرحمٰن ہاشمی*

سن ولادت : ۱۸۹۶ء بقریۂ کل گاؤں، چٹا گانگ، بنگلہ دیش
والد : مولانا قاضی سید عبد الرحیم ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ
والدہ : سیدہ بی بی شریفہ بنت مولانا سید عبد النبی علیہما الرحمہ

بچپن میں والد ماجد کا انتقال ہوگیا، نانا جان کے ہاں پرورش و تربیت پائی، ابتدائی تعلیم اپنے نانا جان سے حاصل کی، پھر جامعہ واجدیہ عالیہ اور سیتا کونڈا عالیہ سے تعلیم پائی۔ نانا جان بھی بہت بزرگ اور عارف باللہ تھے، آپ کو ان سے دستار فضیلت، خلافت و اجازت ملی۔ بہت دنوں تک میانمار (برما) کے شہر رنگون میں امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ پُر تاثیر بیان کی وجہ سے آپ سلطان الواعظین کے لقب سے ملقب ہوئے۔ ایک مرتبہ شدتِ بیماری سے سینہ اور گلے میں اتنا درد ہوگیا کہ آواز بند ہوگئی، آپ بڑے پریشان ہوئے، اچانک سید عالم ﷺ نے اپنے دیدار سے نوازا اور آپ کے گلے، سینے اور منہ پر دست مبارک پھیرا اور ارشاد فرمایا! گھبراؤ مت، پھر آپ ﷺ نے فرمایا منہ کھولو، آپ نے منہ کھولا تو سرکار ﷺ نے منہ میں دم کردیا۔ آپ نیند سے بیدار ہوئے تو گھر کو معطر پایا، آپ سمجھ گئے کہ سید عالم ﷺ تشریف لائے تھے۔ اس واقعہ کے بعد آپ جتنا بھی وعظ فرماتے کبھی نہیں تھکتے۔ آپ سختی سے شریعت پر عمل کرتے اور پابندِ سنتِ رسول تھے۔

اپنے مکان کے سامنے اپنی ہی خریدی ہوئی جگہ پر ایک دینی مدرسہ قائم کیا جو کہ اب شاندار ادارہ بن چکا ہے اس مرکزِ تعلیم و تربیت کا نام احسن العلوم جامعہ غوثیہ عالیہ ہے۔ جس کے آج کل پرنسپل سلطان ابواعظین علیہ الرحمہ کے نبیرۂ علامہ ابوالبیان رضوان الرحمٰن ہاشمی ابن علامہ قاضی نور الاسلام ہاشمی مدظلہما العالی ہیں۔ آپ صاحبِ کشف و کرامت بزرگ تھے۔ جنگل کے شیر و درندے آپ کے مطیع تھے۔ سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ سے آپ کی بالمشافہ ملاقات ہوئی۔ جنّات بھی آپ کے مرید و شاگرد تھے۔ سن وفات ۲۷ر محرم ۱۳۸۹ھ/ ۱۵ر اپریل ۱۹۶۹ء۔ آپ سلسلۂ قادریہ کے مشہور شیخ بھی تھے۔ آپ کے باقیات الصالحات میں تین فرزند ہیں جو بنگلہ دیش کے مایۂ ناز اور علماء و مشائخ کے سرتاج ہوئے:

(۱) امام اہلسنت (بنگلہ دیش) علامہ قاضی نور الاسلام ہاشمی مدظلہ العالی (۲) مولانا قاضی بذل الرحیم ہاشمی (رحمۃ اللہ علیہ) (۳) پیر طریقت فقیہ بنگال، مفتی قاضی محمد امین الاسلام ہاشمی صاحب حفظہ اللہ باری، (بانی انجمن عاشقانِ مصطفےٰ ﷺ بنگلہ دیش (مفتی صاحب قبلہ کی چھ نرینہ اولاد سے بحمد اللہ چار عالم اور باقی حافظ ہیں۔ ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

(بقیہ صفحہ نمبر 40 پر ملاحظہ فرمائیں)

---

*(سکریٹری انجمن عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ، چٹا گانگ، بنگلہ دیش)

عورتوں کا معارف

ماں

علامہ سید سعادت علی قادری *

قرآن کریم نے خصوصیت کے ساتھ، ماں کا ذکر کیا اور ان تکالیف کو بیان فرمایا جو وہ بچے کی پیدائش اور اس کی پرورش میں جھیلتی ہے، جس کو اللہ ہی اس کے لئے آسان اور قابل برداشت بناتا ہے، خالق کی قدرت پر غور تو فرمایئے، کہ ایک بچی میں دیگر جذبات کے ساتھ ماں بننے کا جذبہ بھی ودیعت رکھا جاتا ہے، اور جوں جوں یہ بچی بڑھتی جاتی ہے اس کے دوسرے جذبات کے ساتھ یہ جذبہ بھی پروان چڑھتا ہے حتیٰ کہ بھرپور جوانی کی عمر کو پہنچنے پر یہ جذبہ ایسا مچلنے لگتا ہے کہ وہ جلد بعد نکاح کسی پسندیدہ خوش سیرت وصورت مرد کے پہلو میں پہنچ کر، صرف اسی جذبہ کی تکمیل کے لئے ان بے شمار ذمہ داریوں کا بوجھ برداشت کرنے کے لئے بے چین ہو جاتی ہے، جو شادی کے بعد یقیناً، اسے پوری کرنی ہوتی ہیں اور جس دن وہ حاملہ ہوتی ہے، وہ دن اس کی زندگی کا اہم ترین دن ہوتا، کیونکہ وہ اپنی مراد کو پالیتی ہے، اس خوشی اور مسرت کی قدر وہ عورت جانتی ہے جو بیچاری ماں بننے کے لئے ساری عمر تڑپتی ہے لیکن اپنے بانجھ ہونے کے سبب وہ اس عظمت سے محروم رہتی ہے۔ اس کو ساری دنیا کا عیش و آرام کیوں نہ نصیب ہو جائے، لیکن اس کا چہرہ کبھی مسرت سے چمکتا نظر نہیں آتا جبکہ ایک ماں جو کئی بچوں کو جنم دے چکی ہو اور اس کو آسودگی وخوشحالی بھی میسر نہ ہو لیکن اس کے چہرے پر طمانیت کے ایسے آثار ہوتے ہیں جو ترجمانی کرتے ہیں کہ وہ ایک مکمل عورت ہے اور اپنے مقصد زندگی میں کامیاب ہے غرضیکہ عورت حاملہ ہو کر جتنی خوش ہوتی ہے دنیا کی کسی نعمت ملنے پر اتنی خوش نہیں ہوتی، حمل کے بعد عورت کی تمام انرجی حتیٰ کہ اس کے خون کا بڑا حصہ بھی بچے کی طرف منتقل ہونے لگتا ہے اور پیٹ میں یہ بچہ اسی سے غذا حاصل کرتا اور بڑھتا ہے اور وہ عورت جو پہلے ہی پیدائشی طور پر کمزور مخلوق، صنف نازک ہے، مزید کمزور ہوتی چلی جاتی ہے، اسی کیفیت کو قرآن کریم نے ''وَھۡناً عَلیٰ وَھۡنٍ'' کے الفاظ سے بیان فرمایا لیکن یہ کمزوری پر کمزوری بھی، اس عورت کے مامتا کے جذبہ کو سرد نہیں کر پاتی اور وہ بے چینی سے اس دن کا انتظار کرتی ہے، جس دن وہ اپنے پیٹ کے بچہ کو اپنے سینہ سے لگا کر، اپنا دل ٹھنڈا کرے گی، یہ عورت جانتی اور دیکھتی ہے، کہ بچہ جننا، کس قدر جان جوکھوں کا کام ہے پھر بھی اس کے جذبہ پر نہ خوف طاری ہوتا ہے اور نہ ہی اسے اپنی جان کا خطرہ ہوتا ہے اس کی مامتا کے جذبہ میں اس وقت اور زیادہ تلاطم کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جب بچہ کی پیدائش سے پہلے ہی اسے اپنی چھاتی میں بچے کے لئے دودھ پیدا ہو جانے کا احساس ہونے لگتا ہے اب وہ ایک سرور کے ساتھ منتظر ہوتی ہے کہ کب بچہ میرے سینہ سے لگ کر اس نہر سے سیراب ہوتا ہے، اور جب بچہ کی پیدائش کا وقت

*(معروف عالم دین، صاحب تصانیف کثیرہ اور مبلغ اسلام)

(ماخوذ از: اچھا برتاؤ، القادری اسلامک پبلی کیشن، پاکستان، ہالینڈ، افریقہ)

آتا ہے تو کمزوری پر کمزوری کے باوجود یہ ماں بڑی ہمت و جرأت کے ساتھ اسے جنم دیتی ہے، ولادت کا یہ دورانیہ جس قدر سخت اور جان لیوا ہوتا ہے اتنا ہی سکھ اور چین، ماں کو بچے کی پہلی ہی آواز سن کر میسر آتا ہے اور وہ سارے دکھ اور درد بھول جاتی ہے۔

اب عورت کی محبت کا مرکز اگرچہ بچہ ہوتا ہے لیکن شوہر کی حیثیت اور قدر اس کے دل میں اور زیادہ ہو جاتی ہے کہ وہی تو اس کو مراد تک پہنچانے اور مکمل عورت بنانے کا ذریعہ بنا ہے، پس وہ بچہ کی خدمت کے ساتھ شوہر کے حقوق کی ادائیگی کا بھی پورا پورا خیال رکھتی ہے اور یہ صنف نازک، حسن و جمال کی مورتی، شب و روز، اپنے بچوں اور شوہر کی خدمت میں لگی رہتی ہے، اسے اپنی ذات کا ہوش تک نہیں رہتا، یہی مصروفیات اس کے لئے سکون اور چین کا ذریعہ ہوتی ہے۔

غور فرمایئے؛ قدرت نے عورت کے دل میں مامتا کا جذبہ پیدا کر کے انسان کی پیدائش کا کیا عجیب اہتمام فرمایا ہے ہماری ماں کو اس مامتا کا صلہ کیا ملنا چاہیے، یہی نا کہ قرآن اس کی عظمت کی گواہی دے اور صاحبِ قرآن ﷺ امت کو اس کے قدموں تلے جنت تلاش کرنے کا حکم دیں۔ آیئے ماں، کے اس عظیم مرتبہ کو چند واقعات کی روشنی میں دیکھیں.........!

ماں کی ناراضگی:

مشہور صحابی، حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ، سخت بیمار ہیں ان کی نازک حالت کی اطلاع، ان کی بیوی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیتی ہیں آپ حضرت عمار، حضرت صہیب اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم کو حکم دیتے ہیں کہ علقمہ کے پاس جاؤ اور کلمہ کی تلقین کرو حسب الحکم یہ حضرات علقمہ کو تلقین کر رہے ہیں، علقمہ رضی اللہ عنہ کلمہ سن بھی رہے ہیں اور پڑھنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ لیکن ان سے کلمہ ادا نہیں ہو رہا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی کیفیت کی خبر کی جاتی ہے، رازوں کے جاننے والے، گتھیوں کو سلجھانے والے، آقا ﷺ فوراً معاملہ کی تہہ کو پالیتے ہیں اور معلوم فرماتے ہیں کیا علقمہ کے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ بتایا گیا۔ ماں زندہ ہیں جو بوڑھی اور بہت ہی کمزور ہیں آپ کے حکم پر بوڑھی ماں کو حاضر کیا جاتا ہے آپ سوال فرماتے ہیں اے علقمہ کی ماں! مجھے سچ بتاؤ تمہارا بیٹا کیسا ہے؟ عرض کرتی ہیں: اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ بڑا نمازی، روزے دار اور صدقہ و خیرات کرنے والا ہے، ارشاد ہوا یہ بتاؤ تمہارے ساتھ اس کا برتاؤ کیسا ہے؟ علقمہ کی ماں یہ سن کر آبدیدہ ہو جاتی ہیں اور عرض کرتی ہیں؛ یا رسول اللہ ﷺ! میں اس سے ناراض ہوں، کیوں؟ ماں نے وجہ بیان کرتے ہوئے عرض کیا، وہ اپنی بیوی کے سامنے میری بات نہیں سنتا، میری نافرمانی کرتا اور بیوی کی کسی بات کو نہیں ٹالتا۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا یہی وجہ ہے کہ علقمہ کی زبان بند ہے اور اس سے کلمہ نہیں پڑھا جا رہا، اے بلال! اٹھو اور بہت سے لکڑیاں جمع کرو۔ بوڑھی ماں حیرت سے پوچھتی ہیں، یا رسول اللہ ﷺ! لکڑیاں کس لئے۔ فرمایا! تمہارے سامنے تمہارے بیٹے کو آگ میں جلایا جائے گا، ماں تڑپ جاتی ہیں اور عرض کرتی ہیں؛ میرے آقا! وہ میرا بیٹا ہے میں اس کو کس طرح جلتا دیکھ سکتی ہوں؟

حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ کا عذاب اس سے بہت زیادہ سخت اور جہنم کی آگ بہت زیادہ تیز ہے اگر تم چاہتی ہو کہ علقمہ عذاب اور آگ سے بچ جائے تو اسے معاف کر دو۔ اس کی نمازیں، اس کے روزے اور اس کی تمام نیکیاں بیکار و بے فائدہ ہیں اگر تم اس

(بقیہ صفحہ نمبر 40 پر)

صدرالشریعہ کے تعلیمی نظریات

مولانا غلام مصطفیٰ رضوی*

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمہ اللہ (ولادت: ۱۳۰۰ھ/۱۸۸۲ء، وصال: ۱۳۶۷ھ/ ۱۹۴۸ء) علوم وفنون کے اس گلستاں کا نام ہے جس کی خوشبوئے عنبریں ومشک بیں سے سارا عالمِ اسلام مہک رہا ہے۔ عالمِ مشاہدہ میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ آپ سے اکتساب کرنے والے متعلقین وتلامذہ میں اشہر علماء ومصنفین گزرے ہیں جنہوں نے آپ کے علمی مشن کو جاری رکھا اور تصنیف و اشاعت اور درس وتدریس کے ذریعہ خدمتِ دین واصلاحِ فکر ونظر کا فریضہ انجام دیا۔ صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی کے تلامذہ میں چند کے اسماءِ گرامی یہ ہیں:

........محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد
........استاذ العلماء حافظ ملت مولانا عبدالعزیز
(بانی: الجامعۃ الاشرفیہ مبارکپور)
........شمس العلماء مولانا شمس الدین جونپوری
(مصنف: قانون شریعت)
........مولانا غلام جیلانی میرٹھی (مصنف: نظامِ شریعت)
........مولانا عبدالمصطفیٰ اعظمی (مصنف: سیرتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)
........شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ الازھری ابن صدرالشریعہ مولانا امجد علی (شیخ الحدیث والتفسیر دارالعلوم امجدیہ، کراچی، پاکستان)
........مفتی خلیل احمد خان برکاتی (مصنف: سنّی بہشتی زیور) رحمہم اللہ تعالیٰ

حضور حافظ ملت لکھتے ہیں:

> ''آپ (صدرالشریعہ) کی وسعت درس کا یہ عالم تھا کہ زمانۂ طالب علمی سے ہی پڑھانا شروع کیا اور اخیر عمر تک پڑھاتے رہے۔ باخبر حضرات کا بیان ہے کہ آپ کے تلامذہ کی تعداد بواسطہ اور بلاواسطہ تقریباً چار ہزار ہے'' (۱)

شرحِ بخاری مفتی محمد شریف الحق امجدی لکھتے ہیں:

> ''قریب قریب چالیس سال تک حضرت صدرالشریعہ نے مسلسل دورۂ حدیث پڑھایا ہے'' (۲)

صدرالشریعہ فقہ اور علوم حدیث میں مہارتِ تامّہ رکھتے تھے۔ فقہ حنفی کا دائرۃ المعارف (Encyclopedia) ''بہارِ شریعت'' جو ۱۷ حصّوں پر مشتمل ہے آپ کی تصانیف میں سرفہرست ہے۔

صدرالشریعہ مولانا امجد علی اعظمی، امام احمد رضا محدث بریلوی کے فیض یافتہ تھے۔ امام احمد رضا نے صدرالشریعہ کو ہندوستان

---

*(نوری مشن، مالیگاؤں انڈیا)

کا مفتی اعظم اور قاضی القضاء متعین فرمایا۔ صدر الشریعہ نے فتاویٰ رضویہ جلد دوم کو ترتیب دیکر چھپوایا، مزید تصانیفِ امام احمد رضا کی اشاعت بھی کروائی۔ امام احمد رضا محدث بریلوی نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

۱۹۲۶ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں شعبۂ اسلامیات کے نصاب کی تشکیل کیلئے چھ رکنی کمیٹی بنائی گئی جس میں صدر الشریعہ بھی شامل تھے۔ اسلامی جامعات کیلئے صدر الشریعہ نے نصاب تعلیم بھی مدون فرمایا تھا جس کی تفصیل مولانا اختر حسین فیضی مصباحی نے اپنے مقالہ ''صدر الشریعہ کا مرتب کردہ نصاب تعلیم'' میں تحریر کی ہے۔ تفصیل کیلئے ماہنامہ اشرفیہ کا صدر الشریعہ نمبر ملاحظہ کریں۔

صدر الشریعہ ایک ماہر تعلیم تھے۔ آپ نے تعلیمی نکات کو اسلامی نقطۂ نظر سے بیان فرمایا ہے۔ راقم کے پیش نظر ''بہار شریعت'' کے سولہویں حصے کا ایک باب ہے جس کی مدد سے ذیل میں صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے بعض تعلیمی نظریات نقل کیئے جاتے ہیں:

علم کی تعریف:

صدر الشریعہ علیہ الرحمہ علم کی تعریف بیان کرتے ہیں

''علم بہتر چیز ہے اس کا حاصل کرنا طغرائے امتیاز ہے یہی وہ چیز ہے کہ اس سے انسانی زندگی کامیاب اور خوشگوار ہوتی ہے اور اسی سے دنیا و آخرت سدھرتی ہے مگر ہماری مراد اس علم سے وہ علم نہیں جو فلاسفہ سے حاصل ہوا ہو اور جس کو انسانی دماغ نے اختراع کیا ہو یا جس علم سے دنیا کی تحصیل مقصود ہو ایسے علم کی قرآن مجید نے مذمت کی بلکہ وہ علم مراد ہے جو قرآن و حدیث سے حاصل ہو کہ یہی علم وہ ہے جس سے دنیا و آخرت دونوں سنورتی ہیں اور یہی علم ذریعۂ نجات ہے اور اسی کی قرآن و حدیث میں تعریفیں آئی ہیں اور اسی کی تعلیم کی طرف توجہ دلائی گئی ہے'' (۳)

طلبِ علم کا مقصد:

فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''طلبِ علم اگر اچھی نیت سے ہو تو ہر عمل خیر سے یہ بہتر ہے کیونکہ اس کا نفع سب سے زیادہ ہے مگر یہ ضرور ہے کہ فرائض کی انجام دہی میں خلل و نقصان ہو۔ اچھی نیت کا یہ مطلب ہے کہ رضائے الٰہی اور آخرت کیلئے علم سیکھے طلبِ دنیا و طلبِ جاہ نہ ہو'' (۴)

عالم و متعلم کیلئے نصائح:

فتاویٰ عالمگیری کی روشنی میں فرماتے ہیں:

''عالم و متعلم کو یہ بھی چاہیے کہ لوگوں سے میل جول کم رکھیں اور فضول باتوں میں نہ پڑیں اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ برابر جاری رکھیں دینی مسائل میں مذاکرہ کرتے رہیں، کتب بینی کرتے رہیں۔ کسی سے جھگڑا ہو جائے تو نرمی اور انصاف سے کام لیں جاہل اور اس میں اس وقت بھی فرق ہونا چاہیے'' (۵)

استاذ کی تعظیم:

فتاویٰ عالمگیری کی روشنی میں فرماتے ہیں:

''استاذ کا ادب کرے اس کے حقوق کی محافظت کرے اور مال سے اس کی خدمت کرے۔ استاذ کا حق ماں باپ اور دوسرے لوگوں سے زیادہ جانے، اس کے ساتھ تواضع سے پیش آئے'' (۶)

عالم کی فضیلت:

فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''عالم اگر چہ جوان ہو بوڑھے جاہل پر فضیلت رکھتا ہے لہٰذا چلنے اور بیٹھنے میں، گفتگو کرنے میں بوڑھے جاہل کو عالم پر تقدم کرنا نہ چاہیے یعنی بات کرنے کا موقع ہو تو اس سے پہلے کلام یہ نہ شروع کرے، نہ عالم سے آگے آگے چلے، نہ ممتاز جگہ پر بیٹھے'' (۷)

آگے لکھتے ہیں:

''عالم اگر کہیں چلا بھی جائے تو اس کی جگہ پر غیر عالم کو بیٹھنا نہ چاہیے''

علماء کی فضیلت میں حدیث پاک بیان کرتے ہیں:

''علماء کی مثال یہ ہے جیسے آسمان میں ستارے جن سے خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ کا پتا چلتا ہے اور اگر ستارے مٹ جائیں تو راستہ چلنے والے بھٹک جائیں گے'' (۸)

علماء کے وعظ تبلیغ دین و اصلاحِ امت کا بہترین ذریعہ ہوتے ہیں اس لئے واعظ کو اچھے انداز میں اور حقائق پر مبنی گفتگو کرنا چاہیے۔ ایسے واعظ کی صدر الشریعہ مخالفت کرتے ہیں جو بے اصل باتیں بیان کریں۔ ایسے واعظ کے وعظ کو ممنوع قرار دیتے ہیں جو احادیث میں اپنی طرف سے جملے ملائیں یا ایسی کمی کریں کہ احادیث کے معنی بگڑ جائیں جو دوسروں کو تو نصیحت کرے اور خود انہیں باتوں میں آلودہ ہو۔ عالم و متعلم کیلئے بخل کو ناروا گردانتے ہیں کہ کوئی مسئلہ معلوم کرے تو بتادے یا کتاب مانگے تو دیدے۔ (۹)

کتاب کا احترام:

''عالم و متعلم کو علم کی توقیر کرنے چاہیے، یہ نہ ہو کہ زمین پر کتابیں رکھے'' (۱۰)

علم کے اہل و نا اہل:

فتاویٰ عالمگیری کے حوالے سے فرماتے ہیں:

''نا اہلوں کو علم نہ پڑھائے اور جو اس کے اہل ہوں ان کی تعلیم سے انکار نہ کرے کہ نا اہلوں کو پڑھانا علم کو ضائع کرنا ہے'' (۱۱)

آگے نا اہل کی تعریف بیان کرتے ہیں:

''نا اہل سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی نسبت معلوم ہے کہ علم کے حقوق کو محفوظ نہ رکھ سکیں گے پڑھ کر چھوڑ دیں گے جاہلوں کے سے افعال کریں گے یا لوگوں کو گمراہ کریں گے یا علماء کو بدنام کریں گے'' (۱۲)

ادائیگیٔ حرف:

صدر الشریعہ دورانِ درس حرف کی ادائیگی پر خاص توجہ دیتے۔ شارح بخاری قدس سرہ بیان کرتے ہیں کہ:

''حافظ ملت قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ ممکن نہیں تھا کہ حضرت (صدر الشریعہ) کے سامنے کوئی غلط تلفظ کرے اور حضرت اس پر تنبیہ نہ فرمائیں'' (۱۳)

آج بھی صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی کے خاندان میں علوم وفنون کے چشمے رواں دواں ہیں جن سے اہل زمانہ شاد ہو رہے ہیں۔ صدر الشریعہ کی دینی خدمات وتبحر علمی پر محققانہ کام کی داغ بیل پڑ چکی ہے۔ ماہنامہ اشرفیہ نے ۱۹۹۵ء میں صدر الشریعہ نمبر نکالا۔ اطلاعات کے مطابق پاکستان کے اسکالر محمد عطاء الرحمٰن قادری' صدر الشریعہ کی حیات و خدمات کے حوالے سے ام۔ اے کیلئے ایک تھیس لکھ کر بسندِ ممتاز ماسٹر

(بقیہ صفحہ نمبر 40 پر ملاحظہ فرمائیے)

بچوں کا معارف

اَلاِیمَانُ بِالرُّسُلُ

نبیوں اور رسولوں پر ایمان لانا

ترتیب و پیشکش: سید وجاہت رسول قادری

پیارے بچو!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آج ہم تمہیں ایمان کے چوتھے اہم رکن اللہ کے رسولوں اور نبیوں پر ایمان لانے کے بارے میں کچھ باتیں بتائیں گے۔

پیارے بچو!

اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہدایت، نیک کام کرنے اور برے کاموں سے بچنے کیلئے اور قیامت کے دن اپنی جنت کی طرف دعوت دینے اور دوزخ کے عذاب سے بچانے کے لئے انہی میں سے نبی اور رسول چن کر بھیجے۔ جن حضرات کے پاس اللہ بزرگ و برتر کی جانب سے وحی و پیغام آئے ان کو نبی (جمع انبیاء) کہتے ہیں اور جن کو اس کے ساتھ تبلیغ یعنی اسلام کی دعوت دینے، لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کی طرف بلانے کا بھی حکم دیا گیا انہیں رسول (جمع رسل) کہتے ہیں۔ یہ نبی و رسول مرد ہوتے ہیں مگر عام انسانوں سے بلند و بالا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے پسندیدہ انسان ہوتے ہیں۔

سب سے پہلے نبی و رسول حضرت سیدنا آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر پیغمبر جن کے بعد اب قیامت تک کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا وہ ہمارے اور تمہارے آقا و مولیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہیں۔ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی تمام کائنات اور مخلوق میں سب سے افضل اور برتر ہوتے ہیں اور ہمارے نبی سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ تمام مخلوق میں افضل ترین اور انبیاء و رسل کے سردار ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ ہی کی وجہ سے تمام کائنات کو پیدا فرمایا۔ انبیاء و رسل نبوت کا اعلان کرنے سے پہلے اور بعد دونوں حالتوں میں ہر قسم کے گناہوں اور عیب سے پاک ہوتے ہیں۔ انہیں کبھی کوئی گھناؤنی بیماری، مثلاً برص اور جزام، کینسر وغیرہ لاحق نہیں ہوسکتی۔ کھانے، پینے، سونے، جاگنے وغیرہ جیسی انسانی ضروریات ان کے لئے بھی ہوتی ہیں۔ البتہ چار اچھی صفات بدرجۂ کمال ان کے اندر پائی جاتی ہیں یہ ان کی ''صفات واجبہ'' کہلاتی ہیں اس کے برخلاف چار بری صفات جو ان اچھی صفات کی ضد ہیں (یعنی ان کی الٹ ہیں) وہ ان سے قطعی بری ہوتے ہیں، ان بری صفات کو ''صفات مستحیلہ'' کہتے ہیں، یہ درج ذیل ہیں:

صفات واجبہ	صفات مستحیلہ
(اچھی صفات)	(بری صفات)
۱-صدق (سچائی)	۱-کذب (جھوٹ)
۲-امانت	۲-خیانت

۳-ذہانت	۳-بیوقوفی
۴-تبلیغ (اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا اور اس پر خود عمل کر کے دکھانا)	۴- دین کی بات اور حق بات چھپانا یا نہ بتانا (اس کو کتمانِ حق کہتے ہیں) اور خود بھی اس پر عمل نہ کرنا۔

تمام انبیاء ورسل علیہم الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانا ضروری (واجب) ہے ان کی تعداد مختلف روایات کے اعتبار سے کم وبیش ۱۲۴۰۰۰/ (ایک لاکھ چوبیس ہزار) ہے۔ جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔ قرآن کریم میں جن چھبیس (۲۶) انبیاء ورسولان کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کے نامہائے مبارک ذکر کئے گئے ہیں ان کا جاننا اور ماننا بھی ضروری ہے وہ یہ ہیں: (ماخوذ از فتاویٰ رضویہ قدیم، ج ۶، ص ۶۱)

(۱) حضرت آدم
(۲) حضرت ادریس
(۳) حضرت نوح
(۴) حضرت ہود
(۵) حضرت صالح
(۶) حضرت ابراھیم
(۷) حضرت اسحاق
(۸) حضرت اسمٰعیل
(۹) حضرت لوط
(۱۰) حضرت یعقوب
(۱۱) حضرت یوسف
(۱۲) حضرت ایوب
(۱۳) حضرت شعیب
(۱۴) حضرت موسی
(۱۵) حضرت ہارون
(۱۶) حضرت الیاس
(۱۷) حضرت الیسع
(۱۸) حضرت ذوالکفل
(۱۹) حضرت داؤد
(۲۰) حضرت سلیمان
(۲۱) حضرت عزیز
(۲۲) حضرت یونس
(۲۳) حضرت زکریا
(۲۴) حضرت یحییٰ
(۲۵) حضرت عیسیٰ
(۲۶) حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیھم وبارک وسلم

ان میں سے پانچ پیغمبروں کو ''پیغمبرانِ اولوالعزم'' کہتے ہیں، جن کے نامہائے مبارکہ یہ ہیں:

(۱) حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
(۲) حضرت ابراھیم علیہ الصلوٰۃ والسلام
(۳) حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
(۴) حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام
(۵) حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام

☆☆☆

ارشادات اعلیٰ حضرت

دنیا کی پیدائش

''رب العزۃ تبارک تعالیٰ نے چار دن میں آسمان اور دو دن میں زمین یکشنبہ تا چہارشنبہ آسمان پنج شنبہ تا جمعہ زمین نیز اس جمعہ میں بین العصر و مغرب آدم علیٰ نبینا علیہم الصلوٰۃ والسلام کو پیدا فرمایا'' (الملفوظ، حصہ اول، صفحہ ۱۱)

عالم کی تعریف

''عالم کی تعرف یہ ہے کہ عقائد سے پورے طور پر آگاہ ہو اور مستقل ہو۔ اور اپنی ضروریات کو کتاب سے نکال سکے۔ بغیر کسی کی مدد کے''۔

(الملفوظ حصہ اول، صفحہ ۱۲)

غوث ہر زمانے میں ہوتا ہے

''بغیر غوث کے زمین آسمان قائم نہیں رہ سکتے''۔ (الملفوظ، حصہ اول ۱۰۶)

تسبیح ملائکہ اور برکتِ رزق

سُبْحٰنَ اللّٰہِ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ

''طلوعِ فجر کے ساتھ 100 بار، ورنہ فجر کی جماعت کے بعد باقی عدد پورا کرلیں اور جس دن قبل نماز نہ ہوسکے تو خیر طلوعِ شمس سے پہلے''۔

(الملفوظ، حصہ اول، صفحہ ۶۷)

مرتب: علامہ سید آل حسنین میاں قادری برکاتی*

کیا آپ جانتے ہیں......؟

(اسلامی معلومات کا خزانہ)

صلی اللہ علیہ وسلم

نور محمدی

﴿۱﴾ خالق کائنات جل شانہ نے سب سے پہلے نور محمدی ﷺ تخلیق فرمایا بموجب حدیث نبوی **اول ما خُلق اللہ نوری** اور بمطابق **انا من نور اللہ والخُلق کلھم من نوری۔**

﴿۲﴾ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے نور سے اپنے پیارے نبی ﷺ کا نور بنایا پھر جب عالم کو پیدا کرنا چاہا تو اس نور کے چار حصے کیے پہلے سے قلم دوسرے سے لوح تیسرے سے عرش بنایا پھر چوتھے ٹکڑے کے چار حصے کیے اور ان سے ملائکہ حاملان عرش کرسی اور بقیہ فرشتے پیدا کیے۔

﴿۳﴾ حضرت کعب احبار سے منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو پیدا کرنا چاہا تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ سفید مٹی لاؤ! جبرئیل بہشت کے فرشتوں کے ساتھ اترے اور حضرت کی قبر شریف کی جگہ سے مٹھی بھر خاک سفید چمکتی دمکتی اٹھالائے پھر وہ مشتِ خاک سفید بہشت کے چشمۂ تسنیم سے گوندھی گئی یہاں تک کہ سفید موتی کے مانند ہوگئی جس کی بڑی شعاع تھی۔ بعد ازاں فرشتے اسے لے کر عرش اور کرسی کے گرد اور آسمانوں اور زمین میں پھرے یہاں تک کہ تمام فرشتوں نے آپ (روح انور اور مادّۂ اطہر) کو آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے پہچان لیا۔

﴿۴﴾ ایک روایت میں آیا ہے کہ مولائے کریم نے اپنے حبیب ﷺ کے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کے انگوٹھوں کے ناخنوں میں آئینہ کی طرح چمکایا انہوں نے دیکھتے ہی انگوٹھوں کو چوم لیا اور آنکھوں سے مسح کیا۔

﴿۵﴾ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے حضور اقدس ﷺ کا نام اپنے نام کے ساتھ لکھا۔

﴿۶﴾ مسلم شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ نے فرمایا میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو بعثت سے پہلے مجھے سلام کیا کرتا تھا۔

﴿۷﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کائنات سے دو ہزار سال پہلے حضور ﷺ کا نام محمد رکھا۔

﴿۸﴾ روح کی ترقی نو قسم پر ہے: اول مومن، دوم عابد، سوم زاہد، چہارم عارف، پنجم ولی، ششم نبی، ہفتم مرسل، ہشتم اولوالعزم اور نہم خاتم۔ حضور ﷺ میں یہ کل مراتب جمع ہیں مگر حضور ﷺ کا مرتبہ کسی میں نہیں۔ (سبحان اللہ)

﴿۹﴾ ظہورِ نبوت کی ابتداء رویائے صادقہ یعنی سچے خوابوں سے ہوئی

---

*(سجادہ نشین آستانہ عالیہ قادریہ برکاتیہ نوریہ، مارہرہ مطہرہ)

(ماخوذ از: کیا آپ جانتے ہیں؟ مطبوعہ برکاتی پبلشرز، کراچی، ۱۹۹۹ء)

جن کی مدت چھ ماہ تھی ۔ سورۃ اقراء کا نزول رمضان میں ہوا اس طرح ثابت ہوا کہ رویائے صادقہ کی ابتداء ربیع الاول شریف سے ہوئی اس طرح ربیع الاول کو حضور ﷺ کی ذاتِ طیبہ سے چار خصوصیات حاصل ہوئی، ولادت، وصال، تکمیل ہجرت اور ظہور نبوت ۔

﴿۱۰﴾ امام شعبی نے فرمایا کہ بعثت اقدس کے ابتدائی تین سال حضرت اسرافیل علیہ السلام وحی لانے پر مقرر تھے پھر یہ خدمت حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سونپی گئی انہیں کی وساطت سے پورا قرآن نازل ہوا ۔

﴿۱۱﴾ حضور سرور کائنات ﷺ کو پہلے نیند میں چھ ماہ لوح محفوظ کی سیر کرائی گئی پھر ۲۳رسال بیداری میں ۔ ۲۳رسال کا چھیالیسواں حصہ چھ ماہ ہوتا ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ مومن کا سچا خواب نبوت کا چھالیسواں حصہ ہوتا ہے اسی لیے کہا گیا ہے کہ مومن کا سچا خواب نبوت کا چھالیسواں حصہ ہوتا ہے ۔

﴿۱۲﴾ حضور ﷺ کعبہ کا کعبہ ہیں اسی لیے آپ کی ولادت پاک پر کعبہ معظمہ نے حضرت آمنہ خاتون کے مکان یا مقام ابراہیم کی طرف سجدہ کیا تھا ۔

﴿۱۳﴾ سرور کائنات ﷺ کو بعثت اقدس سے بارھویں برس زمانہ قیام مکہ میں رجب کی ۲۷رویں تاریخ کو شب یوم مبارکہ دو شنبہ میں معراج ہوئی ۔

﴿۱۴﴾ سرور عالم ﷺ معراج کی شب مکہ مکرمہ سے بیت المقدس تک براق پر، بیت المقدس سے آسمان دنیا تک معراج (ایک سیڑھی) پر، وہاں سے ساتویں آسمان تک فرشتوں کے بازو پر، وہاں سے سدرۃ المنتہیٰ تک جبرئیل علیہ السلام کے بازو پر اور سدرہ سے عرش تک رف رف پر تشریف لے گئے ۔ نزول یعنی واپسی بھی اسی ترتیب سے ہوئی ۔

﴿۱۵﴾ شب معراج حضور اقدس ﷺ نے زمین پر انبیاء کرام کی امامت کی اور آسمانوں پر ملائکہ کی ۔

﴿۱۶﴾ رسول اللہ ﷺ کو معراج کی شب سواری کے لیے جو براق عطا ہوا تھا وہ گدھے سے کچھ بڑا اور خچر سے کچھ چھوٹا تھا ۔ چہرہ انسان کا سا، دم اُونٹ کی سی، ایال گھوڑے کے سے، پاؤں اونٹ کے سے، کھر بیل کے جیسے تھے اور پشت سفید موتی کی طرح چمک رہی تھی اس کی رانوں میں دو پر تھے ۔ اس کی لگام جنتی حریر کی تھی ۔

﴿۱۷﴾ شبِ معراج نبی کریم ﷺ نے بیت المقدس میں انبیاء کرام کی امامت فرمائی ۔ یہ کون سی نماز تھی اس میں علماء کے دو قول ہیں ۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہ نماز عرش کی طرف سے پرواز کرنے سے پہلے بیت المقدس میں پڑھائی اس صورت میں یہ عشاء کی نماز ہوئی ۔ کچھ علماء کا قول ہے کہ سید الانبیاء ﷺ نے سفر معراج سے واپسی پر یہ نماز پڑھائی ۔ اس صورت مین یہ فجر کی نماز ہوئی ۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ حضور ﷺ نے معراج کو جاتے وقت اور وہاں سے واپسی پر، دونوں وقت امامت فرمائی

﴿۱۸﴾ سرورِ عالم ﷺ نے شب معراج حق تعالیٰ سے نوّے ہزار کلمے سماعت فرمائے ۔

﴿۱۹﴾ سید عالم ﷺ نے واقعۂ معراج میں فرمایا ہے کہ میں نے یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں دیکھا ۔

☆☆☆

کتبِ نو

تعارف وتبصرہ: حافظ محمد علی قادری

کتاب…… امام احمد رضا اور انٹرنیشنل جامعات
("دائرۂ معارف رضا"، رضویات پر کام کی رفتار)
مرتب…… صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری
سن اشاعت…… صفر المظفر ۱۴۲۴ھ/ اپریل ۲۰۰۳ء
صفحات…… 40، خوبصورت بامعنی سرورقٔ
ھدیہ…… 15 روپے کے ڈاک ٹکٹ
ناشر…… المختار پبلی کیشنز، ۲۵ جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل) صدر، کراچی

امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ جامع العلوم، نابغۂ عصر، عبقری شخصیت ہیں۔ ان علوم کی تعداد ۲۰۰؍ سے زائد بتائی جاتی ہے جس پر آپ کو دسترس حاصل تھی۔ آپ کی تحریر کردہ کتب کی تعداد ہزار سے زائد ہے۔ امام موصوف پر کام کا آغاز تقریباً ۳۵؍ برس پہلے (۱۹۶۸ء) سے ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے عالم میں پھیل گیا۔ ان کے علمی کارناموں پر ملکی اور غیر ملکی جامعات میں بہت سے فضلاء، پی۔ ایچ۔ ڈی اور ایم۔ فل کے مقالات مکمل کر چکے ہیں اور بہت سے فضلاء تیاریوں میں مصروف ہیں۔

زیر نظر کتاب دراصل اس عالمی دائرۂ معارفِ رضا پہ کام کی رفتار کا نہ صرف تحقیقی جائزہ ہے بلکہ گذشتہ برسوں میں رضویات پر ہونے والے کام کی مفصل تحقیقی رپورٹ بھی ہے۔ فاضل مصنف محترم کا نام اور ان کا قرطاس وقلم سے رشتہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ان کی تحریریں قلم برداشتہ نہیں ہوتیں۔ رضویات سے قلبی شغف رکھنے والے کے لئے تو یہ کتاب ایک انمول تحفہ ہے اس سرورق (ٹائیٹل) اتنا بامعنی ہے کہ آج تک ہونے والی (۹) پی۔ ایچ۔ ڈی اور ان کے موضوعات کی جھلک تو ٹائیٹل پر ہی گنبد بریلی کی تجلیات کے ساتھ نظر آ جاتی ہے اور دل میں سما جاتی ہے۔ یہ کتاب کیا ہے ایک مبسوط تحقیقی مقالہ ہے جسے مصنف موصوف (اطال اللہ عمرہ) نے صرف 40 صفحات پر سمیٹ کر گویا دریا کو کوزے میں بند کر دیا۔ کتاب کے مندرجات کے مطابق دنیا بھر کی ۳۵؍ عالمی جامعات اور دنیا بھر کے طول وعرض میں قائم ۱۷؍ ادارے، بے شمار دینی مدارس، اس عظیم مفکر، سائنسداں اور فقیہ اعظم کو خراج عقیدت پیش کر رہے ہیں۔

کتاب…… خواب میں دیدار مصطفیٰ ﷺ کی بہاریں قیامت تک جاری ہیں۔
مصنف…… ڈاکٹر عیسیٰ بن عبداللہ مانع الحمیری (وزیر اوقاف، دبئ)
مترجم…… رئیس التحریر حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری
سن اشاعت…… درج نہیں۔ صفحات…… 56 ھدیہ…… 15 ڈاک ٹکٹ
ناشر…… صفہ فاؤنڈیشن مدینہ مارکیٹ دبئ چوک صدر بازار، لاہور

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو آپ کے دیدار سے مشرف کیا۔ وہ سعادت مند ہوئے۔ صحابیت کے اس اعلیٰ منصب پر تو اب کوئی فائز نہیں ہوسکتا لیکن بالمؤمنین رؤف ورحیم نبی مکرم ﷺ دیدارِ رخ زیبا کی یہ فضیلت ہر دور میں اپنے عشاق جانثاروں کو مرحمت فرماتے آئے ہیں سچے خوابوں کی صورت میں ایسے خواب بشارت بھی ہیں اور سراپا خیر بھی اور قرآن وحدیث کی رو سے مبارک اور ثابت۔

محترم ڈاکٹر عیسیٰ (حفظہ اللہ الباری) کسی تعارف کے محتاج نہیں، عرب دنیا ان کے نام اور کام سے واقف ہے، مصنف کتاب لکھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "دبئ کے مجلّہ الدراسات الاسلامیہ والعربیہ کے شمارہ نمبر 9 سن ۱۴۱۵ھ میں استاذ شیخ مصطفیٰ زرقا کا ایک مقالہ شائع ہوا جس میں انہوں نے دعویٰ کیا کہ خواب میں نبی کریم ﷺ کا دیدار صرف صحابہ اکرام کو حاصل ہوسکتا ہے۔ دوسروں کو نہیں" پیشِ نظر رسالے میں اس نظریئے کا رد ہے اور ثابت کیا کہ کسی بھی دماغی اسکرین پر شیطان آپ کی صورت مبارکہ میں نہیں آ سکتا۔ اور آقا ومولیٰ ﷺ اپنے جس غلام پر چاہیں کرم فرما سکتے ہیں۔

محترم مترجم موصوف (جن کا ایک رسالہ اسی موضوع پر اس کتاب میں شامل ہے) نے ثابت کیا ہے کہ چاہنے والوں کو زیارت رسول اللہ ﷺ صرف خواب ہی میں نہیں بلکہ عین بیداری میں سر کی آنکھوں سے بھی ہوتی رہی ہے۔ خلفاء راشدین، اولیاء امت، بالخصوص امام جلال الدین سیوطی، سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی، امام احمد کبیر رفاعی اور امام احمد رضا رحمہم اللہ کے تاریخی واقعات اس پر شاہد وعادل ہیں۔

دلائل وبراہین سے مزین یہ مقالہ منکوینِ زیارت کے لیئے۔ ایک برق خاطف ہے جو شیطانی نظریات وافکار کو پل بھر میں جلا کر خاک کر دیتی ہے۔

امام احمد رضا ایجوکیشنل کانفرنس (لاہور)

رپورٹ: پروفیسر محمد احمد اعوان*

انجمن اساتذۂ پاکستان صوبہ پنجاب کے زیر اہتمام امام احمد رضا ایجوکیشنل کانفرنس منعقدہ 10 جون 2003ء بمقام لاہور میوزم ہال، شاہراہِ قائداعظم، مال روڈ، لاہور میں پیش کردہ قراردادوں کو انجمن اساتذہ پاکستان کے صوبائی اجلاس زیرِ صدارت پروفیسر محمد احمد اعوان صوبائی صدر انجمن اساتذہ پاکستان منظوری کے لیے مورخہ 5 جولائی 2003ء پیش کیا گیا جسے متفقہ طور پر منظور کرلیا گیا۔ اس کانفرنس میں دیگر معروف مقالہ نگار حضرات کے علاوہ ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا (انٹرنیشنل) کراچی کے صدر جناب صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری بطور خصوصی مہمان مقالہ نگار مدعو تھے۔ ان کا تحقیقی مقالہ ''امام احمد رضا کا اسلوب تحقیق و تحریر'' حاضرینِ مجلس نے بہت پسند کیا۔

قرارداد یں:

1) امام احمد رضا خاں کے تعلیمی نظریات پر تحقیقی کام کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ایجوکیشن کالجز یونیورسٹیز کے ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹس بشمول ایم.ایڈ، ایم.اے ایجوکیشن، ایم فل، پی.ایچ.ڈی ایجوکیشن کی سطح کے مقالات کی تیاری میں متعلقہ اداروں کے سربراہان مطلوبہ رہنمائی و معاونت مہیا کریں

2) امام احمد رضا خاں کے افکار و نظریات پر اب تک جو تحقیقی کام ہو چکا ہے متعلقہ تعلیمی، تحقیقی ادارے اس کی شاندار اشاعت کا اہتمام کریں تا کہ آپ کی تعلیمات سے زیادہ سے زیادہ لوگ مستفیض ہو سکیں۔

3) ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا کراچی، مجلس رضا لاہور، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور اور دیگر ایسے ادارے جو ''رضویات'' پر کام کر رہے ہیں مخیّر حضرات ان کی معاونت و اعانت فرمائیں تا کہ فلاحِ مسلمین کی خاطر آپ کی تعلیمات مطلوبہ معلومات تحریری صورت میں آنے والی نسلوں کو بھی دستیاب ہو سکیں۔

4) جامعات کے شعبۂ ابلاغ عامہ، علوم اسلامیہ میں دائرۂ رضویات پر کام کیا جائے مختلف مقامات پر جو کام رضویات کے حوالہ سے ہو چکا ہے اس کی Up to Date فہرست مرتب کی جائے۔

5) امام احمد رضا کی عربی، فارسی کتب کو آسان سلیس اردو ترجمہ میں منتقل کروایا جائے بعد ازاں جدید پیرابندی کے ساتھ اور ان کی ادارت کے بعد ان کا انگریزی میں بھی ترجمہ کروایا جائے تا کہ عالمی سطح پر مؤثر انداز میں فکر رضا کی رسائی ہو سکے۔

6) امام احمد رضا کے تعلیمی افکار پر مزید کام یہ تقاضا کرتا ہے کہ ماہرین رضویات، امام صاحب کی سینکڑوں کتب نثر و نظم کے ان اقتباسات، اشعار، مکتوبات، فتاویٰ، خطبات کی نشاندہی کریں جو کہ خالصتاً ایجوکیشن کے ڈسپلن (Diseipline/مضمون) سے متعلقہ ہوں۔

7) حکومتِ پاکستان محکمۂ تعلیم کے ارباب حل و عقد امام صاحب کے تعلیمی افکار کو تربیت اساتذہ کے پروگراموں میں شامل کریں۔ پی.ٹی.سی، سی.ٹی، بی.ایڈ، ایم.ایڈ کے کورسز کے مضامین فلسفۂ تعلیم میں امام صاحب کو بطور ''اسلامی مفکرِ تعلیم'' شامل کیا جائے۔

8) پاکستان میں کوالٹی ایجوکیشن کے حصول کے لیے امام احمد رضا ایجوکیشنل ویلفیئر پلان سے ماہرین تعلیم ضرور استفادہ کریں۔

9) پاکستان کے ایجوکیشنل ایکسپرٹس امام احمد رضا ایجوکیشنل پلان کو منظّم انداز میں جدید اصطلاحات (Latest educational Terminology) کے ساتھ ترتیب دیں اس پر ریویوز (تبصرے) ادارے اخبارات، رسائل و جرائد میں بھجوائے جائیں اور اسکالرز کی ہمت افزائی کیلئے معقول وظائف دے۔

10) وفاقی وزارت مذہبی امور ''فتاویٰ رضویہ'' کے انگریزی ترجمہ کا اہتمام کرے

11) یونیورسٹی آف ایجوکیشن پنجاب یونیورسٹی یا دیگر کوئی اور یونیورسٹی یا یونیورسٹی گرانٹ کمیشن، امام صاحب کے تعلیمی افکار پر Ph.D کے تعلیمی مقالہ کی تیاری کا اہتمام کرے۔

☆☆☆

---

*(صوبائی صدر: انجمن اساتذۂ پاکستان رجسٹرڈ، لاہور، پنجاب)

مدرسہ طیبیۂ اسلامیہ سنیہ (فاضل) چاٹگام میں صاحبزادہ علامہ سید وجاہت رسول قادری کا استقبال

رپورٹ: مولانا محمد بدیع العالم رضوی*

فضیلۃ الشیخ الشریف السید وجاہت رسول قادری مدظلہ العالی صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل پاکستان، کی مدینۃ الاولیاء، چاٹگام بنگلہ دیش میں تشریف آوری کے سلسلے میں مورخہ ۲/جون ۲۰۰۳ء کو بروز اتوار مسلک اعلیٰ حضرت پر بنا کردہ مشہور دینی درسگاہ حوالی شہر مدرسہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ کی زیر اہتمام مدرسہ کی آڈیٹوریم میں، بنام محفل استقبالیہ ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا۔ مہمان خصوصی کے طور پر مبلغ مسلک اعلیٰ حضرت صدر ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل تشریف فرما تھے۔ مدرسہ ھذا کے پرنسپل، جملہ محدثین، مدرسین، اراکین، طلباء و طالبات نے مہمان خصوصی کو شاندار استقبالیہ۔ ان کی علمی فکری تنظیمی اور رضویات پر کیئے گئے کاموں کو سراہا اور ھدیہ تحسین پیش کیا۔ مدرسہ ھٰذا کے پرنسپل (راقم) مولانا محمد بدیع العالم رضوی نے ادارۂ ھٰذا میں حضرت قبلہ کو استقبالیہ پیش کیا۔ مدرسہ انتظامیہ کمیٹی کی صدر اور جنرل سکریٹری جناب الحاج محمد شمس العالم صاحب اور جناب الحاج محمد علی صاحب نے اراکین انتظامیہ کی جانب سے انہیں خوش آمدید کہتے ہوئے ھدیۂ تشکر و تحسین پیش کیا۔ سپاسنامہ خدمت اقدس کی زینت ہے۔ اس عظیم الشان جلسہ میں شیخ الحدیث استاذ العلماء شیر ملت علامہ مفتی عبید الحق نعیمی صاحب مدظلہ، دیناج پور اسلامک سینٹر کے ناظم اعلیٰ فاضل نوجوان علامہ الدکتور ارشاد احمد البخاری زید مجدہ وغیرہ حضرات رونق اسٹیج تھے۔ مہمان خصوصی صاحبزادہ قبلہ نے بیسویں صدی کی عظیم ترین شخصیت اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی حیات و خدمات کے حوالے سے نہایت پر اثر اور معلومات افزاء خطاب سے سامعین کی قلب و جگر کو منور کیا۔ اعلیٰ حضرت کے پیغام اور تعلیمات کو پھیلانے کیلئے سامعین حضرات کی توجہ دلائی۔ جناب موصوف تحقیقی و علمی تقریر فرمائی۔ عالمی سطح پر رضویات پر تحقیقی اور تصنیفی کام کے نشر و ابلاغ کے سلسلے میں ماہر رضویات، علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کی خدمات جلیلہ کو خراج تحسین پیش کیا۔ سامعین حضرات حیرت و مسرت سے سنتے رہے۔ مدرسہ ھذا کے پرنسپل، رضا اسلامک اکیڈمی چاٹگام کے صدر مولانا محمد بدیع العالم رضوی نے ادارہ ھذا کے تعارف کے حوالے سے اپنے خطاب میں کہا کہ مدرسہ طیبیہ اسلامیہ سنیہ اپنی قیام کے ۲۹/سال پورے کر رہا ہے۔ شہنشاہ سریکوٹ قطب الاولیاء حضرت علامہ حافظ قاری سید احمد شاہ سریکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندار جمند و خلیفۂ اعظم غوث زمان علامہ حافظ قاری سید محمد طیب شاہ سریکوٹی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۷۵ء میں مسلک اعلیٰ حضرت پر اس ادارے کی بنیاد ڈالی۔ اب حضور قبلہ علامہ سید محمد طاہر شاہ سریکوٹی مدظلہ العالی کی سرپرستی ایک انجمن، انجمن رحمانیہ احمدیہ سنیہ بنگلہ دیش کے مدرسہ کا اہتمام چلا رہی ہے۔ جامعہ کی انتظامیہ حکومت سے منظور شدہ ۱۱/افراد پر مشتمل ہے۔ ۲۲/ قابل قدر، معتبر، مستند حضرات اساتذہ کرام طلباء کی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔ شعبۂ حفظ القرآن، شعبۂ قرأت، شعبۂ علوم اسلامیہ، سب ملکر درجۂ ابتدائی سے درجۂ فاضل تک ۱۴/کلاسز میں تقریباً ۷۰۰/ طلباء و طالبات تعلیم و تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ مسلک اعلیٰ حضرت کی نشر و اشاعت، درس و تدریس، تعلیم و تربیت، تصنیف و تالیف میں ادارہ ھٰذا کے معلمین حضرات سرگرم عمل ہیں۔ بالآخر صلوٰۃ و سلام اور دعا پر محفل کا اختتام تقریباً دوپہر ایک بجے اختتام پذیر ہوا۔ بعدہٗ مہمانِ خصوصی اور حاضرین مجلس کی تواضع کی گئی۔

☆☆☆

---

*(پرنسپل: المدرسۃ الطیبیۃ الاسلامیۃ السنیۃ الفاضل، صدر: رضا اسلامک اکیڈمی، چاٹگام، بنگلہ دیش)

بقیہ-سلطان الواعظین علامہ احسن الزمان ہاشمی

۱-مولانا قاضی محمد صادق الرحمٰن ہاشمی ۔۲-مولانا قاضی محمد عاشق الرحمٰن ہاشمی ۔ ۳-مولانا قاضی محمد شاھد الرحمٰن ہاشمی ۔۴- حافظ قاضی محمد خالد الرحمٰن ہاشمی ۔ ۵-قاضی محمد ساجد الرحمٰن ہاشمی ۔۶-قاضی محمد زاھد الرحمٰن ہاشمی۔ آپ کی صاحبزادی سیدہ تنظیمہ بھی فاضلہ ہیں اور ان کے شہور نامدار مولانا انیس الزمان صاحب بنگلہ دیش (چاٹگام) کی سب سے بڑی سنّی جامعہ، جامعہ احمدیہ سنیہ سولہ شہر میں استاذ ہیں اور بنگالی زبان کے قادر الکلام شاعر بھی ہیں، اردو بولنے اور لکھنے پر بھی خاصی قدرت رکھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت کے نعتیہ دیوان'' حدائق بخشش'' کا بنگلہ زبان میں منظوم ترجمہ کررہے ہیں، اب تک ۱۳ر نعتوں کا ترجمہ کرچکے ہیں۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ بنگالی نظم میں بھی اسی بحر کا استعمال کیا گیا ہے جسمیں اعلیٰ حضرت کی نعت ہے۔

علامہ مفتی امین الاسلام ہاشمی صاحب کے نانا جان حضرت علامہ سفیر الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے بنگال کے نامور عالم، ولیٔ کامل اور محدث کبیر تھے، آپ کا مزار شریف سلیم پور فوجدار ہاٹ، چاٹگام میں آج بھی مرجع خلائق ہے۔

جبکہ مفتی صاحب کے پردادا؛ برہان العاشقین ، سند العارفین حضرت العلامہ سید عبدالنبی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی اپنے دور کے جیّد عالم، ولیِ وقت اور قطب العارفین امام المشائخ حضرت خواجہ صالح لاہوری علیہ الرحمۃ کے خلیفۂ خاص تھے۔ آپ کا مزار شریف باقلیہ چاندگاؤں ضلع چاٹگام، بنگلہ دیش میں واقع ہے۔ مفتی صاحب قبلہ کو حضرت ملک العلماء مفتی ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ کے واسطے سے سلسلہ قادریہ رضویہ میں شرفِ بیعت و خلافت حاصل ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد عرب کے نامور اشراف (سادات) سے تھے جو تقریباً ۳ر سو سال قبل افغانستان کے راستہ پہلے دہلی پھر چاٹگام تبلیغِ دین کے سلسلہ میں آئے اور یہیں بس گئے۔ اس طرح سے حضرت سلطان الواعظین علیہ الرحمۃ کا یہ گھرانہ نورٌ علیٰ نور ہے کہ پشتہا پشت سے علومِ ظاہری و باطنی کا وارث چلا آرہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس مبارک خانوادے سے درس و تدریس اور رشد وھدایت کا یہ سلسلہ تا صبح قیامت جاری و ساری رہے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

بقیہ......ماں

سے ناراض ہو، تمہاری معافی ہی اس کو اللہ کے عذاب اور جہنم کی آگ سے بچا سکتی ہے۔

علقمہ کی ماں نے کہا: میں آپ کو گواہ بنا کر کہتی ہوں، کہ میں نے اپنے بیٹے کو معاف کردیا اور اب میں اس سے راضی ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دوبارہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم فرماتے ہیں کہ اب علقمہ کے پاس جاؤ اور دیکھو اس نے کلمہ پڑھا یا نہیں، بلال، علقمہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو علقمہ رضی اللہ عنہ کی آواز سنی کہ وہ کلمہ پڑھ رہے ہیں، نیز دیکھا کہ ان کے چہرے پر ایمان کا نور تمتما رہا ہے۔ اسی وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تمام حاضرین کو بتایا کہ علقمہ رضی اللہ عنہ الحمدللہ کلمہ پڑھ رہے ہیں ان کی زبان ان کی ماں کی ناراضگی کے سبب بند تھی اور ان سے کلمہ ادا نہیں ہو رہا تھا، اسی دن حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہوگیا۔ حضور علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھا اور تدفین کے بعد حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> ''کہ جو اپنی ماں پر بیوی کو مقدم جانے اور اس کی بات پر عمل کرے، اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی اس پر لعنت ہوگی، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہے گا، اس کے حق میں کسی کی سفارش قبول نہ ہوگی، نہ اللہ تعالیٰ اسکی طرف سے کوئی فدیہ قبول فرمائے گا، جب تک کہ وہ صدق دل سے توبہ نہ کرلے، اور ماں سے اچھا برتاؤ کرے، یہاں تک کہ ماں اس سے خوش ہوجائے''

بقیہ......صدر الشریعہ

کی ڈگری پا چکے ہیں۔ راقم نے چند تعلیمی نکات پر روشنی ڈالی۔ تفصیلی مطالعہ کے بعد صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کے چند علمی افکار اور تعلیمی مقاصد کے مزید نئے گوشے اجاگر کیئے جاسکتے ہیں۔

حوالہ جات

(۱) ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، صدر الشریعہ نمبر، ص ۱۲
(۲) صدر الشریعہ، ایک جامع صفات اور ہمہ گیر شخصیت مشمولہ صدر الشریعہ نمبر، ص ۲۴
(۳) بہار شریعت ۱۶، ص ۶۶۴: ۲۲۵
(۴) ایضاً، ص ۲۳۱
(۵) ایضاً، ص ۲۳۲
(۶) ایضاً، ص ۲۳۲
(۷) ایضاً، ص ۲۳۰
(۸) ایضاً، ص ۲۲۷
(۹) ایضاً، ص ۲۳۰: ۲۳۱
(۱۰) ایضاً، ص ۲۳۲
(۱۱) ایضاً، ص ۲۳۲
(۱۲) ایضاً، ص ۲۳۲
(۱۳) ماہنامہ اشرفیہ مبارکپور، صدر الشریعہ نمبر، ص ۴۴

☆☆☆